خدا کرے کہ مرے پاسبان پر اترے : وہ فصل گل جسے اندیشہ ء زوال نہ ہو
یہاں جو پھول کھلے وہ کھلا رہے صدیوں : یہاں خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو
(عبداللہ اعظمی)

پاسبانی تراشے

جمع و ترتیب
مسعود اعجازی اورنگ آبادی۔ ممبر، پاسبان علم وادب

نام کتابچہ	:	پاسبانی، تراشے
جمع و ترتیب	:	مسعود اعجازیؔ اورنگ آبادی
صفحات	:	ایک سو سترہ (117)
اشاعت	:	اپریل /2019/
ترتیب و تزئین	:	مسعود اعجازیؔ اورنگ آبادی
موبائل نمبر	:	7387127358 (+91)

فہرست مضامین

حمد باری جل جلالہ

بقلم :- مفتی ارشد قاسمی شیروانی اعظمی
حال مقیم :- ابوظبی

تو ہی ابتداء تو ہی انتہا تیری شان جل جلالہ
توازل سے تا ابد اے خدا تیری شان جل جلالہ
تو عیاں بھی ہے تو نہاں بھی ہے تو یہاں بھی ہے تو وہاں بھی ہے
ہے چہارسو تیری کبریاء تیری شان جل جلالہ
یہ زمیں زماں یہ شجر حجر یہ قمر یہ شمس وفلک ملک
سبھی کر رہے ہیں تیری ثنا تیری شان جل جلالہ
جسے چاہے بیٹا عطا کرے جسے چاہے بیٹی یا دونوں دے
کوئی لاولد ہی سدا رہا تیری شان جل جلالہ
کوئی محترم بعطائے تو کوئی خاک پا بقضائے تو
ہے خزانہ ملک میں خیر کا تیری شان جل جلالہ
تو ہی تخت پہ بھی بٹھائے ہے تو ہی تخت سے بھی اتارے ہے
تیری حکمتیں تیرا فیصلہ تیری شان جل جلالہ
یہ نہار ولیل کے سلسلے یہ حیات وموت کے قافلے
یہ بتارہے ہیں تیرا پتہ تیری شان جل جلالہ
ترا بندہ آسئ پر خطا ہے لبوں پہ اسکے یہی دعا
اسے بخش دے رہ حق دکھا تیری شان جل جلالہ

نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بقلم :- مفتی ارشد قاسمی شیروانی اعظمی
حال مقیم :- ابوظبی

احمد مصطفی ہادی و مجتبیٰ وہ حبیب خدا مرسل کبریاء
شافع روز محشر وہ امی لقب راہبر رہنما خاتم الانبیاء
جن کے دم سے چھٹی جہل کی تیرگی چھاگئی ہر طرف علم کی روشنی
حق و عرفاں کے چشمے ابلنے لگے کشتئ کفر غرقاب ہو کر رہی
اک اشارا کیا چاند ٹکڑے ہوا سب نے دیکھا کہ سورج بھی واپس ہوا
سنگریزوں نے وحدت کا کلمہ پڑھا استوانہ بھی فرقت پہ رونے لگا
صدق صدیق میں عدل فاروق میں حلم عثمان میں عزم کرار میں
اس مربی کی صحبت کا عکس حسیں ہے صحابہ کے پاکیزہ کردار میں
باپ کے ساتھ جانا گوارا نہیں گھر پہ رشتوں پہ غربت کو ترجیح دی
رحمت دوجہاں کی عنایات میں زید کو ایسی پر کیف لذت ملی
اہل ھجرت کے انصار بھائی ہوئے مثل زنجیر بایکدگر ہوگئے
یوں بساط تعصب لپیٹی کہ پھر سب قبائل بھی شیر و شکر ہوگئے
کیا بلال وصہیب اور سلمان کیا سب غریبوں کو اپنوں میں شامل کیا
کالے گورے کا قصہ دفن کردیا قومیت کے تفاخر کو زائل کیا
نعت کیا لکھ سکے نور و معصوم کی اک سیہ کار عاصی سراپا غبی
آسی پر رحمت ایزدی جب ہوئی نعت گوئی کی اسکو سعادت ملی

حرف چند

بقلم: مسعود اعجازیؔ اورنگ آبادی
ممبر؛- پاسبان علم و ادب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
دوستو ! حسب سابق پیش خدمت ہے ماہانہ علمی "پاسبانی تراشے"

دوستو ! یہ پاسبانی تراشے کا چھٹا سلسلہ ہے

دوستو ! ہم نے کوشش کی ہے اس رسالہ کو خوب سے خوب تر بنانے کی۔ مزید ترقی کے لئے آپ کے مشوروں کا انتظار رہے گا

دوستو ! آپ کی دعاؤں اور مفید مشوروں سے ہمیں حوصلہ ملتا ہے۔

جن احباب نے مبارک باد دی ، دعاؤں، مشوروں، سے نوازا تھا، انکا بہت بہت شکریہ

آئندہ امید ہیکہ تمام قارئین پاسبانی و غیر پاسبانی اپنے خصوصی دعاؤں سے نوازیں کے اور مفید مشوروں سے ہمارے ارادوں کو استحکام عطاء فرمائے گے۔

مسعود اعجازیؔ اورنگ آبادی

طلبہ علم دین

بقلم :-مولانا فیضان احمد اعظمی صاحب
حال مقیم :- دبئی

طلبہ علم دیں غنچہ علم وفن
ان کی خوشبو سے مہکا ہے سارا چمن
گلشن علم کے ہیں گل ویاسمن
دین کی سربلندی ہے ان کا مشن

علم کی کہکشاں کے ستارے ہیں یہ
قوم وملت کے ضامن ہمارے ہیں یہ
شعلہ علم کے سب شرارے ہیں یہ
سرپہ رحمت سدا ان کے سایہ فگن

سب ہیں دیتے دعائیں انہیں ہر گھڑی
وارثین نبی کی ہیں یہ سب کڑی
کوئی مخلوق چھوٹی ہو چاہے بڑی
جستجو علم دیں ہے بس ان کی لگن

ان کو اعزاز ملتا ہے ہر چار سو
خیر مقدم ہیں کرتے ملک کوبکو
کرہ ارض ہو یا کہ ہو آبجو
راستے میں بچھاتے ہیں بازوئے تن

ہر طرف ابر ظلمت ہیں چھائے ہوئے
یہ مگر شمع دیں ہیں جلائے ہوئے
علم دنیا سے سب لو لگائے ہوئے
جس کی بکھری ہوئی ہے جہاں میں کرن

قوم کی ہین امانت یہ طلبائے دیں
ہم سے ضائع نہ ہو یہ امانت کہیں
دین کے آگے چل کر بنیں گے امین
علم کی ان سے روشن رہے انجمن

،،شادی ھوئی برباد،،

بقلم :- مولانا شفیق قاسمی اعظمی
مؤسس :- پاسبان علم و ادب

شادی سے خانہ آباد ہوتا ہے، زندگی کا نیادور شروع ہوتا ہے، فکر و عمل میں تبدیلی آتی ہے، قلب و ذھن کو سکون ملتا ہے، پرسکون اور محبت بھری زندگی میسر ہوتی ہے، لھذا اس جیسے پر لطف ماحول کے حصول کے لئے ایک مولانا اور بنت مولانا رشتہ ازدواج کے حسین بندھن میں بندھ گئے، زندگی پرلطف ہوگئ،شادی خانہ آبادی کا حسین اور خوشنما منظر ماں باپ کے چہرے اور گھر کے در ودیوار پر نظر آنے لگا، اس پر کشش اور خوبصورت ماحول میں دوماہ کی چھٹی مکمل انجوائے کرکے جب میاں صاحب واپس ابوظبی آے تو عجیب تماشہ شروع کیا، ڈرامائی انداز میں بیوی اور اس کے والدین کو تنگ کرنا شروع کیا، رابطہ منقطع کرکے مختلف الزامات لگاکر رشتہ ختم کرنے کی باتیں کرنے لگے ،بچی کے والد اپنے علاقہ کے مشھور عالم ہیں(جیساکہ مجھے بتایاگیا) وہ پریشان ہوگئے، انہوں نے براہ راست رابطہ کرکے سمجھنے سمجھانے کی کوشش کی لیکن ان کو بلاک کردیا، اسی طرح بیوی کو بھی بلاک کردیا، مولانا کے کئ شاگردوں نے رابطہ کیا لیکن کسی سے بھی بات کرنے کو تیار نہیں۔

اب مولانا نے کسی طرح میرا تعارف معلوم کرکے یا سن کر مجھ سے رابطہ کیا ، پوری کیفیت اور حالات سے آگاہ کرکے مداخلت کرنے پر زور دیا، شادی خانہ آبادی کو بربادی سے بچانے کے لئے مجھے اپنی پریشانیاں بتاکر مجبور کردیا، اس کار خیر میں شامل ہونے کے لئے 50 کلو میٹر کا سفر عشاء پڑھ کر شروع کیا ، سفر کامیاب ہوا،

بیوی میکے سے واپس آئی، گھر کا ماحول پر کیف ھوا، بیوی کے والد نے میرا شکریہ ادا کیا ،دعائیں دیں۔
لیکن آج دو ہفتہ بعد میاں صاحب نے مجھے فون کرکے عدم رغبت اور رشتہ منقطع کرنے کا ارادہ کرکے جھوٹے الزام کا اس قدر زوردار دھماکہ کیا کہ اعتماد کی عمارت زمیں بوس ہوگئی، اپنائت اور قربت کی دیواریں دور جاکریں اور میں سراپا حیرت و استعجاب بنکر رہ گیا۔

عورت کے چار روپ

بقلم :-مولانا محمد خالد اعظمی قاسمی
ترجمان :- پاسبان علم و ادب

عورت کے چار روپ
ماں، بیٹی، بہن، بیوی

عورت ماں کے روپ میں اولاد کی جنت ہے
عورت بیٹی کے روپ میں والدین کیلئے رحمت ہے
عورت بہن کے روپ میں بھائی کیلئے سراپا محبت ہے.
عورت بیوی کے روپ میں شوہر کیلئے پیکر وفا و اطاعت ہے..
اس کے علاوہ عورت اگر کسی اور روپ میں ہے تو وہ صرف اور صرف زحمت ہے.....

ترجمان پاسبان

بقلم :۔مفتی شرف الدین عظیم قاسمی
امام و خطیب گونڈی ممبئ

حرف بحرف اتفاق۔

ایک کامیاب نگہبان کے لئے جتنی صلاحیتیں درکار ہیں۔

وہ سب ترجمان صاحب میں موجود ہیں۔

ان کا قلب صحراؤں کی طرح وسیع، ذہن سمندر کی طرح گہرا، ثاقب کی طرح بلند، برق کی طرح تیز رفتار ،اور شعاؤں کی طرح روشن ہے'۔

ان کی فکر فلک کے مانند رفیع، ہے'۔

طبیعت میں سخن فہمی بھی ہے سخن سنجی بھی، درد وکرب کے شعلے بھی فروزاں ہیں اور ظرافت کی شمعیں بھی روشن ہیں،

ان کی فراست بہت جلد ہر کس و ناکس سے متاثر نہیں ہوتی ہے مگر جب آفتاب نیم روز کی طرح افکار روشن ہوجائیں تو قبول میں ذرہ برابر تأمل نہیں ہوتا،

فکر و خیال تنگ نظری سے یکسر پاک ہے'، وہ کسی کی مخالفت محض اس بنیاد پر نہیں کرتے ہیں کہ وہ ہمارے نظریات سے الگ ہے'،خواہ وہ حق ہی کیوں نہ ہو۔

اسی طرح تمام افکار کی محض اس وجہ سے حمایت نہیں کرتے کہ وہ ہمارے فکری دائرے کی تشریح ہے'، جس چیز کے بارے میں انہیں علم نہیں ہوتا ہے اس کے متعلق استفسار پر انہیں عار نہیں ہے حالانکہ اندر سے کھوکھلے لوگ اس چیز کو عیب سمجھتے ہیں کہ ان کی خود ساختہ عظمتوں کی عمارتیں زمیں بوس ہوجائیں گی،

سب سے عظیم ان کی صفت یہ ہے'کہ ان کے قول و عمل میں تضاد نہیں ہے،جو دل میں وہی زبان پر، جس کی وجہ سے انہیں اکثر مواقع پر مخالفتوں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے'۔

اس بھی اہم کردار یہ ہے کہ وہ خرد نواز ہیں' اس قدر حوصلوں کی بارش کرتے ہیں کہ دلوں کی دنیا میں امنگوں کی بہار آجاتی ہے'، کتنے ذرے اسی پاسبان میں نمودار ہوئے ان کی قدردانیوں اور تحسینی نوازشوں سے ماہتاب بن گئے

یہی وہ اوصاف ہیں جو انہیں ہر محاذ پر کامیابیوں سے ہم کنار کرتے ہیں ۔

شرف الدین عظیم قاسمی

اپنی ملت پہ قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر!

بقلم :- مولانا عاصم طاہر اعظمی
ایڈیٹر آئی این اے نیوز

مشرقی اقوام کو دیار مغرب سے ملنے والی غیر مہذب وناشائستہ روایات میں ایک بڑی روایت "اپریل فول" کہلاتی ہے، ہر سال یکم اپریل کو مرد وزن آپس میں ایک دوسرے کو جھوٹ بک کر واہیات پھیلا کر بے وقوف بناتے ہیں ایک دوست دوسرے دوست کو مٹھائی کھلانے کے بہانے بدمزہ چیز کھلا کر احمق بناتا ہے کوئی اپنے دوست احباب اوررشتہ داروں کو اپنے ہی کسی عزیز کے مرنے کی جھوٹی خبر دے کر انہیں رنج وغم میں مبتلا کرجاتا ہے اور کوئی اسی طرح کی جٹ پٹی خبر پھیلاکر لوگوں کا تمسخر اڑاتا ہے-

انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ ہم دینِ حق اسلام کی روشن تعلیمات کو پسِ پشت ڈال کر مادر پدر آزاد اغیار کی بے ہودہ اور بد تہذیب عادات و اطوار کے گرویدہ بنتے چلے جارہے ہیں۔ دینِ اسلام ہمیں جھوٹ بولنے سے منع کرتا ہے، اس کے باوجود ہم یکم اپریل کے دن یہود و نصاریٰ کی نقالی کرتے ہوئے جھوٹ بول کر اپنے احباب واقرباءکو بے وقوف بناتے اور ان کی دل آزاری کا باعث بنتے ہیں ،اور پھر اپنے اس گناہ کو فخریہ انداز میں لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں،

دنیا بھر میں یکم اپریل کے روز بولے جانے والے جھوٹ کی وجہ سے بے شمار لوگوں کی زندگیاں برباد ہوجاتی ہیں۔ اپریل فول کاشکار ہونے والے لوگ شدید صدمے میں

مبتلا ہو کر جان تک سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، اور کئی معاشرے میں منہ دیکھانے کے قابل نہیں رہتے، اور گھر کی چہار دیواری تک محدود ہو جاتے ہیں ۔ کتنے ہی گھروں میں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور کتنے خوش وخرم جوڑے مستقل طور پر ایک دوسرے سے متعلق شکوک وشبہات کا شکار ہو جاتے ہیں۔اور مذاق کرنے والے ان سارے ناقابل تلافی گناہ و نقصانات کا چاہتے ہوئے بھی ازالہ و کفارہ ادا نہیں کر سکتے، جبکہ یہود و نصاریٰ کی تہذیب کی تقلید میں اندھے اکثر لوگ اپریل فول کی حقیقت سے بھی واقف نہیں ہوتے ہیں

اس رسم کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی

اس بارے میں شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے مختلف مؤرخین کی الگ الگ وجوہات لکھی ہیں:

(1) بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ فرانس میں سترھویں صدی سے پہلے سال کا آغاز جنوری کے بجائے اپریل سے ہوا کرتا تھا، اس مہینے کو رومی لوگ اپنی دیوی وینس کی طرف منسوب کرتے تھے،

(2) اور دوسرے بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ چونکہ یکم اپریل سال کی پہلی تاریخ ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ایک بت پرستانہ تقدس بھی وابستہ تھا، اس لیے اس دن کو لوگ جشن مسرت کا ایک حصہ ہنسی مذاق بھی تھا جو رفتہ رفتہ ترقی کرکے اپریل فول کی شکل اختیار کرگیا،

(3) بریٹانیکا میں اس رسم کی ایک اور وجہ بیان کی جاتی ہے کہ 21 مارچ سے موسم میں تبدیلیاں آنی شروع ہوتی ہیں ان تبدیلیوں کو بعض لوگوں نے اس طرح تعبیر کیا کہ (معاذاللہ) قدرت ہمارے ساتھ مذاق کرکے ہمیں بے وقوف بنا رہی ہے لہٰذا لوگوں نے بھی اس زمانے کو میں ایک دوسرے کو بے وقوف بنانا شروع کردیا،اس کے علاوہ اس کی کئی وجوہات مختلف اہل علم حضرات نے لکھی ہے لیکن کون درست ہے کون غلط یہ بہتر کسی کو نہیں معلوم،

برِصغیر میں فول اپریل

کہاجاتا ہے کہ برِصغیر میں پہلی بار فول اپریل انگریزوں نے بہادر شاہ ظفر سے منایا، جب وہ رنگون جیل میں تھے انگریزوں نے صبح کے وقت بہادر شاہ ظفر سے کہا کہ یہ لو تمہارا ناشتہ آگیا ہے جب بہادر شاہ ظفر نے پلیٹ پر سے کپڑا ہٹایا تو پلیٹ میں ان کے بیٹے کا کٹا ہوا سر تھا جس سے بہادر شاہ ظفر کو بہت صدمہ پہنچا، جس پر انگریزوں نے ان کا خوب مذاق اڑایا، (بحوالہ اپریل فول از عبدالوارث ساجد ،ص/31)

نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی جو علامات بتائی ہیں ، ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ بہت سے گناہوں اور برائیوں کا ارتکاب مہذب اور شائستہ ناموں سے کریں گے، شراب نوشی کریں گے مگر نام بدل دیں گے، سود خوری کریں گے اور اس کو نام کچھ اور دے دیں گے، غور کیا جائے تو یہ برائی کی سب سے بد ترین صورت ہوتی ہے کیوں کہ اس میں بھلائی کے لبادے میں برائی کی جاتی ہے، تہذیب کے نام پر بد تہذیبی کو روا رکھا جاتا ہے، آزادی کے نام پر نفس کی غلامی کی

راہ ہموار کی جاتی ہے، اسلام جس وقت دنیا میں آیا اس وقت بھی کم و بیش یہی حالت تھی، اہل عرب اپنے کو دین ابراہیمی کا پیروکار کہتے تھے، لیکن پوری طرح شرک میں ملوث تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے قرب قیامت کی جو جو علامات ارشاد فرمائی ہیں، کسی قدر معمولی غور و فکر سے دیکھا جائے تو وہ منظر قریب اب ہمارے سامنے ہے، اور ایسا لگتا ہے کہ یہ ہم اس دور سے گذر رہے ہیں،

ٹھہریے، رکیے، سوچیے

کیا آپ بھی یکم اپریل کو غیر اسلامی تہوار اپریل فول مناتے ہیں تو یہ بات یاد رکھ لیں کہ یہ رسم مندرجہ ذیل بدترین گناہوں کا مجموعہ ہے۔(۱) جھوٹ بولنا۔(۲) دھوکہ دینا۔ (۳) دوسرے کو اذیت پہنچانا۔ (۴) ایک ایسے واقعے کی یادگار منانا، جس کی اصل یا تو بت پرستی ہے، یا توہم پرستی ہے، یا پھر ایک پیغمبر کے ساتھ گستاخانہ مذاق۔اب مسلمانوں کو خود یہ فیصلہ کرلینا چاہیئے کہ آیا یہ رسم اس لائق ہے کہ اسے مسلم معاشروں میں اپنا کر اسے فروغ دیا جائے؟ اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے ماحول میں اپریل فول منانے کا رواج بہت زیادہ نہیں ہے، لیکن اب بھی ہر سال کچھ نہ کچھ خبریں سننے میں آہی جاتی ہیں کہ بعض لوگوں نے اپریل فول منایا، جو لوگ بے سوچے سمجھے اس رسم میں شریک ہوتے ہیں، وہ اگر سنجیدگی سے اس رسم کی حقیقت، اصلیت، شرعی حیثیت اور اس کے نتائج پر غور کریں تو انشاء اللہ اس سے پرہیز کی اہمیت تک ضرور پہنچ کر رہیں گے،

غرض اس قبیح فعل سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں

حق تعالیٰ جل مجدہ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے آمیـــن

ذکرِ شیخ الاسلام

بقلم :-مولانا عبد المالک بلند شہری
متعلم :- ندوۃ العلماء لکھنؤ

حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم
شیخ الحدیث و نائب صدر دارالعلوم کراچی

عصر رواں میں اپنے علم غزیر ، فقہی بصیرت، سیاسی سوجھ بوجھ ،وسیع مطالعہ ، گہری معلومات، بلند افکار اور اعلی عزائم کی وجہ سے بین الاقوامی سطح پر جو عظیم المرتبت اور اصحاب عزیمت علماء و اسکالرس مشہور ہیں ان میں حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہ بعض حیثیتوں سے ممتاز ہیں ۔۔

وہ بجا طور پر قافلہ علماء کے سالار ، کاروان عزیمت کے امیر اور فکر اسلامی کے گل سرسبد ہیں ۔۔۔۔ سپہر علم و ادب کے نیر تاباں اور علم و معرفت کے بحر ناپیدا کنار ہیں ۔۔۔مبدا فیاض نے ان کے اندر گوناگوں صفات و خصوصیات مجتمع فرمادی ہیں ۔۔۔علم و فضل کے علاوہ اخلاق و کردار کی بلندی پر فائز ہونے کی وجہ سے آپ کی ذات علماء و عوام دونوں طبقوں کے درمیان یکساں مقبول و محبوب ہے ، آپ کی خدمات و افکار کے تعارف کے لئے طویل صفحات درکار ہیں سردست مختصر تذکرہ ناواقفوں کے لئے مفید ہوگا ۔۔۔
مفتی صاحب کی ولادت مبارکہ آزادی ہند سے چار برس پیشتر 1943ء مطابق 1362ھ میں ضلع سہارنپور کے قصبہ دیوبند میں ہوئی ۔۔آپ کے والد ماجد مشہور فقیہ اور ممتاز

عالم دین ، سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند ، بانی دارالعلوم کراچی ، سابق مفتی اعظم پاکستان ، خلیفہ اجل حکیم الامت، مرتب معارف القرآن ، حضرت مولانا مفتی شفیع عثمانی رح(1897۔1977) ہیں جب کہ مفتی اعظم پاکستان مفتی رفیع عثمانی مدظلہ(ولادت 1936) خلیفہ ڈاکٹر عبدالحئ عارفی رح(1898۔ 1986) آپ کے برادر اکبر ہیں ۔۔

ابھی آپ کو اس عالم آب و گل میں آئے ہوئے دو تین برس ہی ہوئے تھے کہ تقسیم ملک کے خون آشام حالات پیدا ہوگئے ۔۔والد محترم چونکہ فکری و سیاسی طور پر اپنے شیخ و مرشد حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح (1280ھ۔ 1363)کے ہم مسلک تھے اور مسلم لیگ کو فالو کرتے تھے اس لئے اسلامی ملک کے علیحدہ قیام اور اس ملک کو ترقی و استحکام بخشنے کے لئے نئے ملک میں بودوباش اختیار کرنی چاہی اس مقصد کے لئے ہجرت کرکے مع اہل و عیال پاکستان چلے گئے وہاں آپ نے مسلمانوں کی علمی ، فکری اور اصلاحی و ثقافتی ترقی کے لئے ایک دینی ادارہ دارالعلوم کراچی کی بنیاد 1951 ڈالی اور تادم حیات اس کو خون جگر سے سینچ کر ثمر آور اور نتیجہ خیز بنانے میں مشغول رہے الحمد للہ جلد ہی آپ کی متواصل تگ و دو و سعی پیہم برگ و بار لائی اور اس علمی پودے نے ایک سایہ دار درخت کی شکل اختیار کرلی جس کا فیض آج بھی بڑے پیمانہ پر جاری ہے ۔۔۔۔

مفتی تقی عثمانی صاحب نے ابتدائی تعلیم دیوبند میں حاصل کی پھر ہجرت کے بعد مدرسہ اشرفیہ کراچی میں زیر تعلیم رہے اس کے بعد والد ماجد کے قائم کردہ ادارہ دارالعلوم کراچی منتقل ہوگئے اور ان کی نگرانی میں درسیات کی تکمیل فرمائی۔۔اس کے بعد فقہ و فتاوی سے خصوصی شغف کی بناء پر والد ماجد (جو اپنے زمانہ کے مشہور فقیہ تھے) سے تمرین افتاء کی مشق کی اور فقہ میں مہارت بہم پہونچائی ۔۔۔

مفتی صاحب جہاں دینی عالم و اسلامی اسکالر ہیں وہیں ایک عصری تعلیم یافتہ اور قاضی بھی ہیں ۔دینی علوم کی تکمیل کے بعد عصری فنون کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے سب سے پہلے پنجاب سے عالم عربی کا کورس مکمل کیا پھر جامعہ کراچی یونیورسٹی سے 1964 میں بی اے کی ڈگری اور ایل ایل بی کی اعلی تعلیم حاصل کی اور پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے عربی کا امتحان امتیازی نمبرات سے پاس کیا۔۔۔اس طرح آپ دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم میں بھی مہارت پیدا کرکے جامع علوم و فنون بن کر شہرت و بلندی کے بام عروج کو پہونچے ۔۔۔۔

فراغت کے بعد درس و تدریس کی طرف متوجہ ہوئے اور دارالعلوم کراچی میں علم و ہنر کے لعل و گہر لٹانے شروع کئے جس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے ۔۔آپ کی تدریسی مدت کم وبیش نصف صدی پر محیط ہے اس درمیان آپ نے فنِ حدیث و فقہ کی اعلی کتابوں کا کامیاب و مقبول درس دے کر اپنی تدریسی صلاحیت کا بھی لوہا منوالیا ۔۔فی الحال آپ دارالعلوم کراچی کے شیخ الحدیث ہیں ۔۔۔

اس کے علاوہ متعدد اسلامی تحریکوں اور سیاسی و اصلاحی تنظیموں کے موقر رکن ہیں۔۔ 1980 سے 1982 تک وفاقی شرعی عدالت کے جج اور 1982 سے 2002 تک عدالت عظمی پاکستان کے جج بھی رہے ہیں جب کہ اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کے نائب صدر اور کئی دوسری تنظیموں کے ممبر ہیں ۔اسلامی بینکاری کے سلسلہ میں آپ کو تخصص حاصل ہے ، معاشیات کے میدان میں آپ نے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں ۔۔۔سودی نظام کا قلع قمع کرنے اور اس کے مضرات سے دنیا کو واقف کرانے میں آپ کا اہم کردار ہے ۔۔اسی وجہ سے آپ کو فادر آف اکنامکس بھی کہا جاتا ہے مفتی تقی صاحب کو فن فقہ کی طرح فن حدیث پر بھی دسترس حاصل ہے ۔۔ مسلم شریف کی شرح فتح الملہم آپ کا بڑا علمی کارنامہ ہے ۔

مفتی صاحب کو اپنے زمانہ کے ممتاز محدثین سے اجازت حدیث حاصل ہیں ۔ان میں مولانا مفتی شفیع احمد عثمانی رح(1897۔1977)، شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلوی رح (1895۔1982)اور مولانا یوسف بنوری رح(1906۔1977)، شیخ عبدالفتاح ابوغدہ (1917۔1997)غیرہ وغیرہ شامل ہیں ۔۔

اللہ تعالی نے آپ کو قلمی صلاحیت اور تحریری لیاقت سے بھی نوازا ہے ۔۔ہزاروں علمی و تحقیقی مقالات کے علاوہ اردو ، عربی اور انگریزی میں درجنوں کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن میں علوم القرآن ، آسان ترجمہ قرآن، درس ترمذی کامل،انعام الباری، فتاوی عثمانی، فقہی مقالات بائبل سے قرآن تک،،عیسائیت کیا ہے، اسلام اور جدت پسندی، ہمارے عائلی مسائل، ہمارا تعلیمی نظام، اصلاحی خطبات، اصلاحی مجالس، اصلاحی مواعظ، تقلید کی شرعی حیثیت، حضرت معاویہ رض اور تاریخی حقائق، اکابر دیوبند کیا تھے، ذکروفکر، تراشے، تذکرے ، تبصرے، میرے والد میرے شیخ، جہان دیدہ، اندلس میں چند روز، دنیا میرے آگے ، نقوش رفتگاں، ما ھی النصرانیۃ اور احکام الذبائح شامل ہیں ۔۔

مفتی صاحب نے علم ظاہری کے ساتھ ساتھ علم باطنی بھی حاصل کیا ہے ۔۔آپ نور نبوت کے حامل ، صاحب نسبت عالم دین ہیں ،آپ کی ذات خوف و خشیت، اخلاص وللّٰہیت، تواضع و فروتنی ، تحمل مزاجی و بردباری ، شان استغناء و بے نیازی سے عبارت ہے ۔۔اصلاح نفس اور تزکیہ قلب کے لئے آپ نے حضرت تھانوی رح کے جلیل القدر خلیفہ ، طبیب حاذق ڈاکٹر عبدالحئ عارفی رح کے آستانہ ہر جبہہ سائی کی اور ان کی نگرانی و سرپرستی میں مدارج سلوک طے کئے ۔۔

ان کے وصال پر ملال کے بعد آپ نے جلال آباد کے معروف بزرگ خلیفہ حکیم الامت رح مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان رح (1908۔1992) سابق مہتمم

مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد سے بیعت و ارادت کا تعلق قائم کیا اور نسبت باطنی کی تکمیل کی ۔۔دونوں بزرگوں کی طرف سے آپ پر اعتماد کا اظہار ہوا اور ان کی جانب سے اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے ۔۔ تسبیح و تہلیل ، تحمید و تمجید کی ضربوں سے دل کو گرما کر آپ نے اپنے چراغِ دل کو اس قابل بنالیا کہ وہ آج ہزاروں نفوس کو روشنی دے رہا ہے ۔۔مریضان عشق اپ کے ہاں آکر دوائے محبت پاتے ہیں ، ظلم و جور کے دلدل میں پھنسے ہوئے لوگ آپ کی ایمانی رہنمائی سے ابھرتے اور نجات پاتے ہیں ۔۔زندگی سے مایوس لوگ آپ کی نورانی مجالس میں شریک ہوکر سکون پاتے ہیں ،وعظ و ارشاد ، تقریر و خطاب کے ذریعہ ایک جم غفیر آپ کے ذریعہ نفع حاصل کر رہی ہے اور ان کے بتائے ہوئے خطوط پر زندگی گزار کر خالق و مخلوق کے درمیان محبوب بن رہی ہے الغرض آپ کی ذات ایک شجر سایہ دار کی حیثیت رکھتی ہے جس کی چھاوں میں نہ جانے کتنے تھکے ہارے لوگ استراحت کرتے اور چین و سکون کی نیند سوتے ہیں ۔۔آپ کی عمر فی الحال 80 برس کے قریب پہونچ چکی ہے مگر پھر بھی آپ ہمہ دقت متحرک رہ کر امت مسلمہ کی ترقی و استحکام میں مصروف عمل رہتے ہیں ۔۔اس قحط الرجال کے دور میں آپ کی ذات سراپا خیر و برکت اور موجب رحمت ہے ۔۔۔اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ آپ کی زلف عمر کو خوب دراز کرے اور آپ کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر خضر عطا فرمائے ۔۔آمین ۔۔

عبدالمالک بلندشہری

22 مارچ 2019 بروز جمعہ

صلیبی، صہیونی دہشت گردوں کے نام

بقلم :-مولانا فضیل احمد ناصری القاسمی
استاد :- جامعہ الامام محمد انور شاہ دیوبند

سکوں دشمن زمانے کو سکوں کی کیا فضا دیں گے
یہ خود بیماریوں میں ہیں،کسی کو کیوں دوا دینگے

یہ صہیونی ہیں ، ان کے بیضوی چہرے پہ مت جاؤ
انہیں موقع جو مل جائے، تو یہ لاشیں بچھا دیں گے

سراسر خر دماغی ہے نگاہِ ذاتِ باری میں
کہ شمعِ دین کو یہ لوگ پھونکوں سے بجھا دیں گے

سنو دجالیو ! وہ دور تم پر آنے والا ہے
نہ دیواریں پنہ دیں گی ، نہ پتھر تم کو جا دیں گے

ہماری خامشی کو بز دلی کا نام مت دینا
جو ضد پر آگئے ہم بھی، تو مغرب کو ہلا دیں گے

نہیں ہم وہ، جو نیوزی لینڈ کے قضیے سے ڈر جائیں
یہ افرنگی سمجھتے ہیں کہ امت کو ڈرا دیں گے

ہمیں ہیں ، جنکے قائد ابنِ مریمؑ اور مَہدی ہیں
وہ آئیں گے تو تم کو بزمِ عالم سے اٹھا دیں گے

نہ اتراؤ ! ہمارے ابنِ مریمؑ آنے والے ہیں
صلیبیں توڑ ڈالیں گے ، کلیسا کو مٹا دیں گے

نہ غرقد کام آئیں گے ، نہ بابِ لُد بچائے گا
تمہارے کارنامے ہی تمہیں اس دن سزا دیں گے

نہ لے ظالم ہمارا امتحاں اے ناصری ، ورنہ
جو دہشت گرد ہیں ، ہم ان کو افسانہ بنا دیں گے

ایمان کی طاقت۔۔

بقلم :۔مفتی شرف الدین عظیم قاسمی
امام و خطیب گونڈی ممبئ

ایک انسان کے لئے اس سے زیادہ خوش بختی ۔۔اس سے بڑی سعادت کوئی نہیں ہے کہ وہ واقعی اللہ تعالیٰ کا بندہ بن جائے۔

کہ انسانیت کی معراج کا راز عبدیت کی ذات میں پوشیدہ ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ اسی مقصد کے لیے انسانوں کی تخلیق ہوئی ہے اور مقاصد کا حصول ہر ذی شعور کے نزدیک کامیابی اور کامرانی ہے'۔

لیکن اسی کے ساتھ یہ امر بھی قابل ذکر ہے'کہ یہ سرمایہ ایمان کی دولت،وحدانیت کی معرفت۔۔اور یقین کے اثاثے کے بغیر ممکن نہیں ہے۔
زندگی میں نظر آنے والی بے شمار نعمتیں ہیں'،وسائل ہیں۔
ذرائع ہیں'،ایک لمحے کو راحتوں سے مزین کرنے والے سامانوں کی کثرت ہے'۔
مگر جو رتبہ ایمان کو حاصل ہے'، جو درجہ توحید کے یقین کو میسر ہے'۔۔ جو بلندی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قافلے کے جلو میں چلتی ہے'۔دنیا کی دوسری ظاہری نعمتوں سے اس کیا تناسب۔۔۔کہ بلندی اور پستی۔۔ کی ان دونوں کے درمیان وہ نسبت ہے'جو ثریا اور تحت الثریٰ ۔۔اور سمندر اور قطرے میں موجود ہے۔اور حق یہ ہے'کہ ایمان کی نسبت اس سے بھی کہیں زیادہ اونچی ہے'،اس قدر کہ انسانی عقلوں کی وہاں تک رسائی ممکن نہیں۔

یہ وہ سرمایہ ہے'، جس کے ذریعے آخرت کی ابد الآباد زندگی روشن تو ہوتی ہی ہے' مگر دنیا میں بھی تمام تر آزمائشوں کے باوجود، دلوں کی دنیا میں ہمہ دم خوشگوار ہواؤں کے جھونکے چلتے رہتے ہیں،
طمانیت کی لہریں وجود ہر لمحہ سرشار رکھتی ہیں۔
ایک مومن کی صبح بھی خوبصورت افکار میں گذرتی ہے'اس کی شام بھی کیف وسرمستی میں باد صبا کی طرح نغمے گاتی ہے'۔

حوادثات آتے ہیں'، مگر اس کی روح میں تزلزل نہیں پیدا کرپاتے ہیں'۔
پریشانیاں بادلوں کی طرح گھیرتی ہیں' مگر ایمان کی روشنی اسے بے قابو نہیں ہونے دیتی ہے۔

مصائب کے طوفان آتے ہیں اور اس طرح آتے ہیں کہ مادی رعنائیاں کہیں گم ہوجاتی ہیں۔۔۔گھروں کے زمزمے سناٹوں میں بدل جاتے ہیں ۔۔۔بھراپرا خاندان لمحوں میں زیر وزبر ہوجاتا ہے'۔ مگر صدمات کا یہ سیلاب بھی اہل ایمان کی استقامت کو چیلنج نہیں کرپاتا ہے'۔مومن کے اعتدال میں فرق نہیں آتا ہے' ۔۔یقین کا سفر اسی طرح جاری رہتاہے جیسا خوشحالی کے عہد میں شروع ہوا تھا،اس کی نگاہیں رب کائنات قوت پر پہلے بھی رہتی تھیں اب بھی اسی طرح پر اعتماد رہتی ہیں

حالیہ دنوں میں نیوزیلینڈ کے سانحہ میں اسلام کی ایک بیٹی مسز نعیم راشد کے گلشن ہستی پر آنے والی ہوشربا خزاں کے وقت ایمان ویقین کی وہی قوت نظر آئی ہے جو قرن اول کے نفوس قدسیہ کے کرداروں میں آسمان کی نگاہوں نے دیکھا تھا۔

یقین توحید سے سرشار اس خاتون کا سہاگ دہشت گردانہ حملوں میں اجڑ گیا، اس کی گود سونی ہوگئ،جواں سال شوہر اور نوجوان لختِ جگر شہید ہوگئے۔۔باغ ہستی ویران ہوگیا۔۔ آرزؤں کا محل مسمار ہوگیا۔۔تمنائیں خون ہوکر رہ گئیں۔۔خوابوں ایک دنیا تھی جو ریزہ ریزہ ہو کر رہ گئی۔۔

دنیا اس المناک حادثے پر حیرت زدہ رہ گئی۔۔

مگر اس سے زیادہ استعجاب کے سمندر میں اس وقت غرق ہوئی۔جب ایک رپورٹر کے انٹرویو میں اس مومنہ خاتون کا صبر واستقامت سامنے آیا۔

اور اس شان سے آیا کہ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کی وہ استقامت،وہ استقلال۔وہ ایمان جو غزوہٴ احد کے موقع پر اس کے شوہر اس کے بھائی اس کے بیٹوں کی شہادت کی صورت میں تاریخ نے اپنے دامن میں محفوظ کیا ہے'۔۔

اس کے پورے مناظر نگاہوں کے سامنے آگئے۔کون کہ سکتا ہے کہ مسز نعیم راشد کے وجود پر ٹوٹنے والے غموں کے پہاڑ کے جاں گسل لمحوں میں رضا بالقضاء کا مظاہرہ حضرت خنساء کے کرداروں کے مماثل نہیں ہے۔

اہل اسلام نے بے شمار موسم درد والم کاسامنا کیا ہے'،مصائب کو خوشی سے برداشت کیا ہے'، صبر و رضامندی کا ثبوت دیا ہے اور یہ سب کچھ صرف ایک خدا کے نام پر جھیلا ہے،ان کی زبانیں شکوؤں سے نابلد تھیں،ان کے قلوب شکایتوں سے ناآشنا تھے،کہ اسلام کی تعلیمات اور پیغمبر اسلام سے محبت اور اتباع کا یہی تقاضا تھا۔۔

آج اس خاتون اسلام نے گریہ و بکا کے بجائے تقدیر پر ایمان، مشیت ایزدی پر پہاڑوں جیسے یقین کے ذریعے اپنے آنسوؤں کو ضبط کے حصار میں قید کرکے اسی کاروانِ ایمان کی تاریخ کو دہرایا ہے'۔۔

اسے اس بات کا یقین تھا خون میں نہائی ہوئی سر تاج کی نعش جنت الفردوس کی معزز مہمان ہے'،زخموں سے چور جواں سال بیٹے کا کفن در حقیقت جنت کا وہ لباس ہے'جو حق تعالیٰ کے یہاں بے پناہ قدروقیمت رکھتا ہے،

اشکوں کے اس ماحول میں جہاں ایک رپورٹر اپنے آنسوؤں کو نہ روک سکی۔دختر اسلام کی حیرت انگیز سرشاری اس کے ایمان کی مضبوطی،اس کے یقین کی طاقت،اور اس کی وحدانیت کی معرفت جہاں اس خوش بختی کا راز کھول رہی تھی۔
وہیں اسلام کی حقانیت سے بھی پردہ اٹھا رہی تھی۔

کیا عجب کہ اس کے اس لازوال کردار سے اسلام سے ناآشنا قلوب میں ایمان کی روشنی پھیل جائے۔۔تاریکیوں سے روشنی کی طرف لوگوں کے قدم اٹھ جائیں، اسلام کے سرمدی نغموں سے وجود سرشار ہوجائیں۔۔

اے اسلام کی بیٹی تیرے کرداروں کو بے شمار سلام کہ تونے اپنے ایمانی عمل سے خدائے حقیقی کے نظام کی حقانیت کو ثابت کیا ہے۔
دختر اسلام۔۔تیرے سر پر قادر وہاب کی رحمتیں بارشوں کی طرح اس طرح برس جائیں کہ زندگی کا سفر کیف وسرمستی کی راہوں میں رواں دواں ہوجائے۔

شرف الدین عظیم قاسمی الاعظمی

امانت و اطاعت اور امامت و امارت

بقلم :- جناب ڈاکٹر سلیم خان صاحب
ممبر :- پاسبان علم و ادب

اسلام انفرادیت و اجتماعیت کا حسین ترین امتزاج ہے۔یہ ایک حقیقت ہے کہ انفرادی کامیابی کا حصول اجتماعی ذمہ داریوں کی ادائیگی کا متقاضی ہے۔ اس طرح ہر فردِ بشر کا اپنے فرض منصبی کی ادائیگی اور اخروی فلاح کے لیے کسی نہ کسی صالح اجتماعیت سے وابستہ ہونا لازم قرار پاتا ہے۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:''میں تم کو پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں جس کا حکم اللہ نے مجھے دیا ہے۔
جماعت، سمع، طاعت، ہجرت اور خدا کی راہ میں جہاد ....''اس حدیث قدسی کی قدرو منزلت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے یہ حکم اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہے ۔ اس طرح اہمیت کا احساس دلانے کے بعد سب سے پہلے فرمایا جماعت یعنی اجتماعیت سے وابستہ ہونا (اگر موجود نہ ہو توشمولیت کے لیے اسے قائم کرنا ، اس حکم میں شامل ہے)۔

یہ اجتماعیت چار پہیوں کی گاڑی ہے ۔ اس کے اگلے دو پہیے سمع و طاعت ہیں پچھلے دو پہیوں کا نام ہجرت و جہاد ہے۔ یعنی اگر کسی اجتماعیت سے وابستہ افراد سننے اور ماننے کے قائل نہ ہوں۔ ان میں کوئی کسی کی بات پر کان نہ دھرے اور ہر کوئی اپنی من مانی کرے تو وہ اجتماعیت قائم ہی نہیں ہوگی اور بفرض محال اگر قائم بھی ہوجائے تو جلد ہی منتشر ہوجائے گی ۔ لیکن اگر سارا زور سننے سنانے پر ہو مگر کرنے کرانے کا جذبۂ عمل مفقود ہو تو تحریک پیش رفت نہیں کر سکے گی ۔ تحریک اسلامی کی

سرگرمیاں اس حدیث میں ہجرت و جہاد سے منسوب ہیں ۔ یہ بے ضرر نمائشی سرگرمیوں پر اکتفاء نہیں کرتی کہ جن سے ' پاسباں بھی خوش رہے راضی رہے صیاد بھی ' بلکہ اس کی راہ میں دنیا کا ساری کمائی یہاں تک کہ وطن عزیز سے ہجرت کی بھی نوبت آسکتی ہے اور اس جدجہد میں جان عزیز کا نذرانہ بھی پیش کرنا پڑسکتا ہے۔ یہ تحریک اسلامی کا انقلابی پہلو ہے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کوئی اسلام نہیں بغیر جماعت کے؛ کوئی جماعت نہیں بغیر امیر اور کوئی امیر نہیں بغیر مامور کے۔یعنی امیر و مامور سے مل کر جماعت بنتی ہے۔ یہاں مشکل یہ ہے کہ مامورین تو بے شمار ہوتے ہیں لیکن ان میں سے امیر کوئی ایک ہی ہوتا ہے اس لیے امیر کا تعین کیسے کیا جائے ؟

اس بابت ارشادِ ربانی ہے:'' بےشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو،۰۰۰''۔ اس مطلب ہے کہ یہ کام رائے مشورے سے ہو گا۔ یہ رائے اللہ کی امانت ہے اور اس کا استعمال اسی کے حق میں ہو گا کہ جو اہل ترین ہو۔ آگے فرمایا''۰۰۰۰ اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۰۰۰۰''،

یعنی عظیم ترین مصالح کے تحت بھی یہ رائے اگر کسی نااہل کے حق میں جائے تو وہ ناانصافی، امانت میں خیانت کے مترادف ہو گی۔ اس آیت کے آخر میں رب کائنات انذار کے طور پر فرماتے ہیں''۰۰۰ اللہ تم کو نہایت عمدہ نصیحت کرتا ہے اور یقیناً اللہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے''۔یعنی خبردار، اس امانت کا استعمال کرتے وقت تمہارے دلوں کی کیفیت سے رب کائنات خوب واقف ہے (النساء۵۸)۔

انسانی فیصلوں میں تمام تر اخلاص و احتیاط کے باوجود نسیان کا احتمال ہوتا ہے لیکن انفرادی کجی و کمزوری پر قابو پانے کے لیے اجتماعی ضابطے وضع کیے جاتے ہیں۔

کتاب الٰہی میں اگلی ہی آیت کے اندراس کااہتمام فرمادیا گیا ہے
"اے لوگو جو ایمان لائے ہوئے، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اُن لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں"، یعنی صاحب امر کی اطاعت تو ہوگی لیکن وہ اللہ اور رسولؐ کے تابع رہے گی۔ وہی حکم قابلِ اطاعت ہوگا جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی احکامات سے متصادم نہ ہو بصورتِ دیگر خالق کی معصیت میں مخلوق کی عدم اطاعت کی آزادی مامور کے لیے بحال ہو جائے گی۔

امیر و مامورین کے درمیان تنازعات کے حل کی بابت فرمانِ خداوندی ہے
"پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے"۔ قرآن و سنت کی بنیاد پر اپنے داخلی وخارجی تنازعات پر قابو پا لینا اسلامی اجتماعت کا طرۂ امتیاز ہے۔

جسے اللہ رکھے۔۔۔۔۔۔

بقلم :-مولانا عادل عظیم قاسمی
ممبر :- پاسبان علم و ادب

عالم اسلام کی مشہور و معروف شخصیت **شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب** پر قاتلانہ حملہ در اصل دین مبین پر ایک نہایت ہی گھٹیا وار ہے۔

رب العزت کالاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب خیر و عافیت سے ہیں، کیوں نہ ہوں جب کہ موت وحیات اللہ کے قضبہ قدرت میں ہے۔

بندہ بزدل اسلام دشمن حملہ آوروں کی سخت مذمت کرتا ہے اور بارگاہ الٰہی میں دعاگو ہے کہ
اے اللہ تو دشمن اسلام کی سخت سے سخت پکڑ فرما۔
بڑی ناشکری ہوگی اگر انکے ڈرائیور کا ذکر خیر نا کیا جائے، جس نے دشمن کا نشانہ بننے کے باوجود امت مسلمہ کے عظیم عالم دین کو موت کے منھ سے باہر نکال لائے۔
عشق و وفاکی داستان اور بہادری کی ایسی تاریخ رقم فرمائ جو کہ ماضی میں ملنا مشکل ہے۔
اے امت مسلہ کے عظیم محسن تیری بہادری کو کروڑوں سلام

عادل عظیم قاسمی

مفتی تقی عثمانی پر قاتلانہ حملہ کی شدید مذمت

بقلم :-مولاناحافظ سرفراز احمد قاسمی
ممبر :- پاسبان علم و ادب

عقیدہ توحید کی دعوت، قرآنی ہدایات اوراسلامی تعلیمات کا خسر فرا

حیدرآباد(پریس نوٹ)اسلامی تعلیمات پر اگر غور وفکر کیاجائے تو معلوم ہوگا کہ بحیثیت انسان، اسلام کسی غیر مسلم کی توہین و تحقیر سے منع کرتاہے اوراسکی سخت مخالفت کرتاہے،اسلام جس طرح مسلمانوں کا مذہب ہے اسی طرح انسانیت کا مذہب بھی ہے،اسلئے اسلام نے اسکا خصوصی خیال رکھاکہ ایک انسان جسکا مذہب کچھ بھی ہو اسکااوراسکے مذہب کااحترام ضرور کیاجائے،مذہب کے معاملے میں دوباتیں بنیادی اہمیت کی حامل ہیں،ایک اپنے دین وایمان پر ثابت قدمی و استقامت، دوسرے مذہبی جذبات کا احترام، ہجرت سے قبل رسول اکرمؐ چاہتے تھے کہ اہل مکہ اگر اسلام قبول نہ بھی کریں توکم ازکم مسلمانوں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے اوراسکی تبلیغ واشاعت کی اجازت دیں، چنانچہ مکہ کے لوگوں نے اسکے لئے آپؐ کو دو فارمولے پیش کئے ایک یہ تھاکہ ہم دنوں کی تقسیم کرلیں کچھ دن ہمارے دیوی دیوتاؤں کی عبادت ہو جس میں آپؐ بھی شریک ہوں اورکچھ دن آپؐ کے خدا کی عبادت ہو اس میں ہم بھی شرکت کریں،اور دوسرا فارمولہ یہ تھاکہ دنوں کی تقسیم نہ ہو بلکہ روز آپؐ کے خداکی بھی عبادت ہو اور ہمارے معبودوں کی بھی، دونوں کی عبادتوں میں آپ بھی شرکت کریں اورہم بھی شریک ہوں،لیکن قرآن کریم نے ان دونوں فارمولوں اور تجویز کو شرک کی ملاوٹ کی وجہ سے رد کردیا،اس الگ قرآن کریم نے ایک

تیسرا فارمولہ پیش کیا کہ اگر اہل مکہ ایمان لانے اور اسلام قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں تو یہ بات قابل عمل ہے کہ مشرکین اپنے دین ومذہب پر عمل کریں اور مسلمانوں کوانکے دین ومذہب پر عمل کرنے کی اجازت دیں،ان خیالات کا اظہار شہر حیدرآباد کے ممتاز اور متحرک عالم دین مولانا حافظ سرفراز احمد ملی القاسمی جنرل سکریٹری کل ہند معاشرہ بچاؤ تحریک حیدرآباد نے یہاں اپنے ایک بیان میں کیا،انھوں نے کہاکہ اسلام نام ہے اعتدال اور میانہ روی کا،نہ کہ شدت پسندی اورافراط وتفریط کا،ایک جگہ قرآن میں ارشاد ہے کہ "تمہارے لئے تمہارا دین اورمیرے لئے میرادین ہے"(کافرون)اسلام نے دوسرے مذاہب کا احترام کرنے اورانکے مذہبی امور میں عدم مداخلت کی تعلیم دی،اوراسکو کلیدی اہمیت عطاکی، عقیدہ توحید کی دعوت قرآنی ہدایات اوراسلامی تعلیمات کا نچوڑ اور خلاصہ ہے،اسلام میں کوئی چیز توحید سے زیادہ مطلوب ومحمود نہیں، اور شرک سے زیادہ کوئی چیز قابل ترک اورمذموم بھی نہیں، لیکن اسکے ساتھ ساتھ مذہب اسلام نے حددرجہ مذہبی رواداری کی تعلیم دی، اورپوری وضاحت کے ساتھ قرآن نے یہ اعلان کیاکہ ہر شخص کو عقیدہ کی آزادی حاصل ہے اورکسی مذہب کے قبول کرنے کے لئے کسی بھی طرح کاجبروتشدد جائز نہیں، سورہ بقرہ میں ہے کہ" دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں اورہدایت گمراہی کے مقابلے میں واضح ہوچکی ہے،مولانا نے مزید کہا کہ یہ بات بھی ذہن نشین کرناضروری ہے کہ دوسرے مذہبی گروہوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے اور برا بھلا کہنے کی اسلام ہر گز اجازت نہیں دیتا،دوسری قومیں جن دیوی دیوتاؤں کی پرستش کرتی ہیں انکو برا بھلا کہنا بالکل غلط ہے، حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام خدا کی ذات وصفات میں کسی کی شرکت کو جائز نہیں سمجھتا،لیکن اسکے باوجود پھر بھی مذہبی رواداری کے تحت ان معبودانِ باطلہ کے بارے

میں ناشائستہ باتیں کہنے سے منع کیا، ایک جگہ قرآن میں ہے کہ"وہ لوگ اللہ کے سوا جنکی عبادت کرتے ہیں تم انکو برا بھلا ہر گز نہ کہو"(انعام)مولانا قاسمی نے چند دنوں قبل مسجد حملہ اور کل گذشتہ عالم اسلام کے نامور، اورمعروف اسلامی اسکالر مفتی تقی عثمانی صاحب قاتلانہ حملوں کی شدید اورسخت الفاظ میں مذمت کی،اور مجرمین کو سخت سزا دینے کامطالبہ کیا،مفتی تقی عثمانی کے قافلے میں شہید اورنیوزلینڈ کے شہداء کے لیے مغفرت کی دعاکی، نیز انکے اہل خانہ سے صبر تحمل اوراظہار تعزیت کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

برائے رابطہ 8801929100
ای میل sarfarazahmedqasmi@gmail.com

سیاست کیاھے؟

بقلم :-مولانا منصور احمد جونپوری
ممبر :- پاسبان علم و ادب

سیاست یہ وہ بساط ہے

جہاں بازیگر شطرنجی چال چلتے ہیں

یہاں نظر آنے والے مہرے اصل میں اپنا وجود نہیں رکھتے ، جن مہروں کا وجود ہوتا ہے وہ نگاہوں سے اوجھل ہوتے ہیں ۔

سیاست ایک جنگل ہے جہاں ماہر شکاری بھولے بھالے معصوم پنچھیوں کو دام فریب میں ایسا الجھاتے ہیں کہ نتیجہ آنے تک شکار خود کو شکاری سمجھتا رہتا ہے ۔

سیاست وادی تیہ ہے جسمیں قدم رکھنا تو بہت آسان ہے لیکن باہر نکلنا بہت مشکل

سیاست وہ بازار ہے جہاں ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی جو اصل میں سونا ہوتی ہے وہ بے رونق ہوتی ہے ۔

اسلئے اکثر و بیشتر نئے خریدار ٹھگوں کا نرم چارہ بن جاتے ہیں۔ !

سیاست موبائل کی وہ اسکرین ہے جہاں آن لائن جو گیم کھیلا جاتا ہے ۔آف لائن بالکل اسکے برعکس گیم کھیلا جاتا ہے

آن لائن گیم میں پیادوں کو مات دی جاتی ہے ۔آف لائن کنگ اور وزراء کے درمیان شہ مات کا کھیل چلتا ہے!

یہ حقیقت تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ ہم اقلیت پیادے ہیں
" جسکو ہو جان و دل عزیز انکی گلی میں جائے کیوں"؟

اسلئے ہم پیادوں کو اپنی اوقات میں رہ کر شہ مات کا کھیل اور کھیل کی دھار دیکھنا چاہئے! دوسروں سے زیادہ اپنے وجود کی فکر کرنی چاہئے !

اپنا علاقہ اپنا اپنا وزیر دیکھیں! جو مخالف کو ٹکر دے اسکا خاموشی کیساتھ پیچھے سے سپورٹ کریں !

سارے جہاں کا جائزہ نہ لیکر اپنے جہاں سے باخبر رہیں
خدا کے واسطے ٹوپی داڑھی ہندو مسلم کے خول سے باہر نکلیں!!!
یہی وقت اور مصلحت کا تقاضا ہے!!!!!!

منصور احمد جونپوری

شہدائے نیوزی لینڈ

بقلم :-مولانا فیضان احمد اعظمی صاحب
حال مقیم :- دبئی

شہیدوں کا لہو ہے یہ کبھی نہ رائیگاں ہو گا		کرے گا شجرہ ویں سبز ٹپکا وہ جہاں ہو گا

مبارک ہو یہ سر اٹھے گا سجدے سے قیامت میں		نہ جانے مرتبہ جنت میں بھی انکا کہاں ہوگا

مبارک ہو انہیں قسمت پہ ان کی رشک آتا ہے		اٹھیں گے یہ نمازوں میں مبارک کیا سماں ہوگا

سبھی رب سے تھے محو گفتگو ان کو پتہ کیا تھا		اسی وقت سامنے انکے یہ ملعون زماں ہوگا

چلائیں گولیاں ملعون نے پر کیا خبر اس کو		وہاں گلدستہ جنت ہی لیکر جا ن جاں ہوگا

خدا کے گھر کی حرمت کو کیا پامال ظالم نے		ٹھکانہ اس جہاں میں بھی ترا ظالم کہاں ہوگا

ہوئے ہیں غمزدہ ہم سب ہے دنیا آج نمدیدہ		سدا سفاکیت کا تذکرہ بر ہر زباں ہوگا

ریزرویشن کے تعلق سے

بقلم :-ڈاکٹر ارشد قاسمی
ممبر :- پاسبان علم و ادب

ہم جذباتی قوم ہیں منجملہ دیگر اسبابِ ناکامی و پسماندگی کے ایک بڑا سبب یہ ہے کہ ہم آندھی طوفان کی طرح اٹھتے ہیں اور بنا برسے تشنہ زمین کو للچاتے گزر جاتے ہیں ۔

خامشی کے ساتھ منصوبہ بندی کرنا ترجیحات کو متعین کرنا ، ٹارگیٹ طے کرنا اور اجتماعی و انفرادی لایحۂ عمل کے مطابق جد و جہد کرتے رہنا شاید ہمارے مزاج میں داخل نہیں ہے ۔

جو حقوق نہیں ملے انکے لئے رام لیلا میدان انسانوں کے سروں سے بھر دینا ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے ۔ لیکن جو مواقع ملے ہیں ان سے فایدہ اٹھانا انکو باقی رکھنا اور سماج میں بیداری لانا ہمارے بس کا کام نہیں ہے ۔

ریزرویشن پر بحثیں ہوتی رہیں گی لیکن پارلیمنٹ سے جنرل کٹیگری کو ملے حالیہ ریزرویشن کے تعلق سے مسلم سوسایٹی میں ہم نے کتنی بیداری پیدا کی ۔ کتنے سیمینار ہوئے مسلم طلباء جو بورڈ کے ایگزام میں بزی تھے ان تک کتنی معلومات ہم نے فراہم کی اخبارات میں کس قدر اشتہارات اور خبریں شایع ہوئیں افسوس ہے اس تعلق سے ہماری کوششیں صفر ہیں ۔

میں نے اب تک دو اہم داخلہ امتحان NEET, JEE (میڈیکل اور انجینئرنگ) کے طلباء سے معلومات کی افسوس ہے ننانوے فیصد مسلم طلباء کو اس تعلق سے معلومات ہی نہیں اور انھوں نے داخلہ امتحان فارم میں Economically weak certificate سبمٹ ہی نہیں کیا جسکی وجہ سے وہ مجاز ہونے کے باوجود دس فیصد ریزرویشن کے فایدہ سے محروم ہوجایینگے ۔

جبکہ اسکا پروسیزر بہت آسان تھا اور یہ سرٹیفکیٹ تحصیل میں ہی بنی تھی ۔

اسی طرح ماینارٹیز کے لئے کانگریس دورِ حکومت سے ہی پری میٹرک پوسٹ میٹرک پروفیشنل کورسس کے لئے گورنمنٹ اسکالر شپ دیتی ہے اور یہ اچھی خاصی اسکالر شپ تقریبا پینتیس چالیس ہزار سالانہ ہوتی ہے جسکی بنا پر طالب علم اپنی فیس کی ادایگی کسی حد تک کرسکتا ہے لیکن افسوس ہے بڑے بجٹ کے باوجود اپلائی کرنے والوں کی تعداد اتنی کم ہوتی رہی کہ وہ پیسہ بجٹ کے بعد واپس ہوتا رہا اور بالآخر اسکا بجٹ بھی کم کردیا گیا۔

ضرورت ہے بیداری لانے کی لوگوں میں شعور پیدا کرنے کی اور خامشی کے ساتھ منصوبہ بندی کرنے کی ۔

ڈاکٹر ارشد قاسمی

پھر الیکشن کا ہنگامہ

بقلم :- مولانا عبداللہ خالد قاسمی خیر آبادی
ایڈیٹر :- ماہنامہ مظاہر علوم سہارنپور

سوسال سے زیادہ مدت تک ہمارے پیارے اور پوری دنیا سے منفرد، قدرتی دولت سے مالامالا ملک کو انگریزوں نے ہمیشہ کے لئے اپنی ذہنی غلامی میں گرفتارر کھ کر ''لڑاؤاورراج کرو''ملک دشمن اصول پرراج کیا،اللہ تعالی بہت بہت جزائے خیر عطا فرمائے امت کے اُن جیالوں کو جنھوں نے انگریزوں کی اِس مذموم حرکت کو بروقت محسوس کیا اور ان کی جابر طاقت سے آنکھیں چار کرکے ہندوستان کو ان کے ناپاک چنگل اور ملک دشمن عزائم سے واقف کرایا اور اِس ملک کو اُن کی دستبرد سے آزاد کرایا ،لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ عظیم قربانیوں کے بعد بھی اِس ملک کی زمام اقتدار کچھ ایسے ملک دشمن افراد کے ہاتھوں میں چلی گئ جو اب بھی انگریزوں کے اسی اصول ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' پر کاربند ہیں اور اِس پورے ملک کو اقتصادی اور مادی اعتبار سے بہت ہی بدحال کردیا ہے ۔

ہمارا یہ ملک جمہوری ہے ،یہاں کا نظام حکومت جمہوری بنیادوں پر قائم ہے ،جس کے لئے اصولی طور پر الیکشن اور ووٹ کا سہارا لیا جاتا ہے ،عوام کی طرف سے نمائندے منتخب ہوتے ہیں جن کی مجموعی نمائندگی سے حکومت بنتی ہے اور پورے ملک کا نظام چلتا ہے ۔

ابھی ماضی قریب میں ایک ایسی روحانی و عرفانی عظیم شخصیت حضرت مولانا اعجاز احمد اعظمیؒ کی گذری ہے جن کی تحریریں اصلاح امت کے لئے بڑی مؤثر ہوا کرتی تھیں ،

مولانا موصوف مرحوم کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ ملکی و ملی مسائل پر گہری نظر رکھتے ہوئے ان کا مؤثر اور لائق عمل حل دین و شریعت کی روشنی میں تلاش کر کے امت کے سامنے لاتے،ملک کے موجودہ حالات کی روشنی میں ان کے ایک مضمون کواپنے اس ادارتی تحریر میں پیش کرتا ہوں ، جو امت کی بروقت رہنمائی کے لئے بڑا ہی کافی و شافی ہے ۔

حضرت مولانا تحریر فرماتے ہیں :

''ہندوستان میں ایک بار پھر الیکشن کا ہنگامہ گرم ہونے والا ہے، حکومت واقتدار کے لئے کچھ نئے کچھ پرانے ہتھیار بنائے اور تیز کئے جارہے ہیں ، خدا ہی جانتا ہے کہ اس تیز وتند طوفان کی تہ سے کیا چیز باہر آئے گی ۔ کاش کوئی معقول ، کوئی نیک نیت اور خلوص سے ملک کی اور عوام کی خدمت کرنے والی حکومت آتی ، گوکہ آثار ایسے نظر نہیں آتے ، نہ ارباب، حکومت کے احوال پُرامید ہیں اور نہ عوام کے حالات درست ہیں۔

حکومت کی بدنیتی کا حال تو سب کو معلوم ہے ، اور اس کے آثار بھی ملک بھر میں نمایاں ہیں ، حکومت جب خوش نیت ہوتی ہے تو رعایا آسودہ اور خوشحال ہوتی ہے ، آسمان اور زمین کی برکتیں کھل جاتی ہیں ، اور حکومت بدنیت ہوتی ہے توعوام میں ٹکراؤ ہوتا ہے اور بے چینی ہوتی ہے ، زمینی آفات ، آسمانی بلائیں سب گھیرتی ہیں ، حکومت کی نیت کا اثر پورے ملک پر پڑتا ہے ، زندگی کا ہر شعبہ اس سے متاثر ہوتا ہے۔

اب عام پبلک کی بات سنئے ! ان کے حالات کامشاہدہ کیجئے تو ہر شخص کا حال عجیب نظر آئے گا ، خود غرضی ، مفاد پرستی ، جتنا بس چل سکے دوسروں کو دبانا، طاقت کے بقدر ظلم وغیرہ، ایک عجیب افراتفری کا عالم ہے .اس حالت میں کیا توقع خیر کی ہوسکتی ہے

اور کیا امید کی جاسکتی ہے کہ اس الیکشن کے طوفانِ بلاخیز سے کوئی اچھی حکومت ابھر سکتی ہے۔

ایک بزرگ سے کسی نے ظالم حکمراں کی شکایت کی ، تو انھوں نے ارشاد فرمایا کہ دو یار ہم سفر تھے ، ایک نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے سلطنت عطا فرمائے تو ایسا عدل وانصاف کروں اور جود وکرم کی وہ داد دُوں کہ کبھی کسی نے سنا بھی نہ ہو، دوسرا بولا کہ اگر میں بادشاہ ہوجاؤں تو ہرروز ایک آدمی کو قتل کیا کروں ، اور ایسے ایسے ظلم ایجاد کروں کہ جو کسی کے خیال میں بھی نہ گزرے ہوں! خدا کی قدرت! کچھ مدت کے بعد وہ ظلم دوست آدمی صاحب تخت وتاج ہوگیااور اپنے ارادہ ومنشا کے مطابق اس نے ایسے ایسے ظلم شروع کئے کہ تمام ملک میں شور قیامت برپا ہوگیا، اتفاقاً وہ عدل پسند یار بھی وہاں آنکلا، لوگوں نے اس کے روبرو واویلا کی کہ صاحب! بادشاہ آپ کا قدیم دوست ہے ، کچھ تم ہی سمجھاؤ کہ جورِ بے حد سے باز آئے، اس نے تنہائی میں نصیحت کی کہ یار! کچھ تو خدا سے ڈر ، کیوں خلقت کو تباہ کرتا ہے، اس نے جواب دیا! ابے احمق! اگر اللہ کو لوگوں پر رحم کرنا منظور ہوتا تو مجھ کو دولت وسلطنت کیوں دیتا ، تجھ ہی کو نہ بادشاہ بناتا ، کیا تجھ کو یاد نہیں کہ میں نے اس سفر میں کیا کہا تھا؟

اگر واقعی اچھی حکومت درکا ہے تو رعایا میں ایمان داری، سچائی ، باہمی ہمدردی ، خیر خواہی کا چلن عام ہونا چاہئے ،ورنہ بد چلن رعایا بد چلن حاکم ہی کا انتظار کرے ، بالخصوص مسلمان جن کو یہاں کی حکومت سے سب سے زیادہ شکایت ہے،الیکشن کی تمام زور آزمائیوں کا یہ بارہا تجربہ کرچکے ہیں ، نتیجہ ہمیشہ خلاف رہا ، ہر اگلا دن پچھلے دن سے مشکل آتا گیا ہے ، ان کے پاس تو زندگی کا ایک مکمل اور پاکیزہ دستور العمل ہے ، یہ اس دستور العمل کو سیکھتے اور اپنے اوپر اس کو نافذ کرنے کا حوصلہ رکھتے ،

تو رنگ بدلتے دیر نہ لگتی ، مگر ہماری حالت نہایت افسوسناک ہے ، ہم دنیا میں دو ہی چیز دیکھتے ہیں ، اپنا ہنر اور دوسروں کا عیب! جو کوئی ہنر دیکھتا ہے تو اپنی ذات تک محدود رہتا ہے ، اور اگر کوئی عیب تلاش کرنا شروع کرتا ہے تو دوسرے سے اس کی ابتدا کرتا ہے ، اپنے کو ہمیشہ مستثنیٰ کرلیتا ہے۔

ہم حکومت کو کیا مخاطب کریں کہ اس کے ایوانِ بلند تک ہماری ضعیف آواز کی رسائی کہاں؟ ہم غیر مسلموں سے کیا کہیں کہ ان کے سوچنے اور سمجھنے کا انداز تک ہم سے میل نہیں کھاتا، ہم اپنے بھائیوں کو یعنی اسلام کے نام لیواؤں کو پکار سکتے ہیں اور پکارتے ہیں کہ یہ تو اپنے دستور العمل (قرآن وحدیث) کا پاس ولحاظ رکھیں ، علماء ومشائخ اس کے اولین ذمہ دار ہیں ، پھر عوام پر لازم ہے کہ ان علماء ومشائخ سے اپنے اعمال وکردار کی اصلاح کرائیں ، تاکہ خدا تعالیٰ راضی ہوں اور وہ اپنے اختیار سے حکومت میں کوئی بڑی تبدیلی پیدا کریں۔وما ذٰلک علی اللہ بعزیز''

عن أبي الدرداء رضي اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إن اللہ تعالیٰ یقول : أنا اللہ لا إلٰہ إلا أنا مالک الملک وملک الملوک قلوب الملوک بیدي وإن العباد إذا أطاعوني حولت قلوب ملوکہم علیہم بالرحمۃ والرأفۃ وإن العباد إذا عصوني حولت قلوبہم بالسخطۃ والنقمۃ فساموہم سوء العذاب فلا تشغلوا أنفسکم بالدعاء علی الملوک ولکن اشغلوا أنفسکم بالذکر والتضرع کي أکفیکم ملوککم (مشکوٰۃ شریف: ۳۲۳)

یہ حدیث قدسی ہے جس کا ترجمہ ہے کہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے کہ : میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، میں بادشاہ ہوں کا مالک ہوں بلکہ بادشاہوں کا بادشاہ

ہوں، بادشاہوں کے دل میرے قبضہ میں ہیں جب بندے میری فرماں برداری کرتے ہیں تو میں‌ان کے بادشاہوں کے دلوں کو ان کی طرف رحمت وشفقت کرنے کے لیے پھیر دیتا ہوں اور میرے بندے جب میری نافرمانی پر اترجاتے ہیں تو میں ان کی طرف بادشاہوں کے دلوں کو غصہ اور انتقام کے لیے متوجہ کردیتا ہوں، پس وہ ان کو سخت عذاب اور تکالیف میں مبتلا کردیتے ہیں اس لیے خود کو بادشاہوں پر بددعا میں مشغول نہ کرو بلکہ خود کو ذکر، عجز تضرع میں مشغول رکھو تاکہ میں تمھارے بادشاہوں کے مظالم سے تم کو محفوظ رکھوں۔

مایوسی اور خوف کی فضامیں گھٹ گھٹ کر جینے کے بجائے انابت الی اللہ اختیار کرنے، اللہ کے سامنے عاجزی اور اظہار بندگی کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے، ہوائے طاعت سے اپنی زندگیوں‌میں امیدوں کا شجر سرسبز و شاداب کریں ،وعدۂ خداوندی ہے کہ حکومتیں بھی موافق ہونگی اور پُر امن فضا میں جینے کا لطف اور مزہ بھی آئے گا ،ان شاء اللہ اور یہ اللہ تعالی کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں ہے ۔

آج ضرورت اس بات کی ہے اور یہی اس وقت مسلمانوں کا دینی فریضہ بنتا ہے کہ مسلمان اپنے دین میں‌اور پختہ تر ہوجائیں ۔

یا ایہا الذین آمنوا علیکم انفسکم لایضرکم من ضل اذا اہتدیتم۔ (سورۃ المائدۃ)
اے ایمان والو! تم اپنے طریقہ کو لازم پکڑے رہو تم کو گمراہ لوگ کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتے اگر تم ہدایت کے راستہ پر چلتے رہے۔

abdullahkhalid59@gmail.com

نیوزی لینڈ: امتحاں ہے ترے ایثار کا، خودداری کا

بقلم :- جناب ڈاکٹر سلیم خان صاحب
ممبر :- پاسبان علم و ادب

امریکہ کے صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے نیوزی لینڈ کی مسجد میں ہونے والے حملوں کو ''ہولناک قتل عام'' قرار دیا ہے۔ قصرِ ابیض نے حملے کی ''شدید الفاظ میں مذمت'' کرتے ہوئے اس کو ''نفرت پر مبنی ظالمانہ حرکت'' قرار دیا ہے۔نائب صدر مائیک پینس نے بھی ٹوئٹر پر لکھا کہ میں '' نمازیوں پر ہونے والے حملے کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہوں''۔نیوزی لینڈ کی وزیر اعظم، جیسنڈا آرڈرن نے تو اسے اپنے ملک میں مہلک ترین دہشت گردی قرار دیا لیکن امریکہ کے صدر و نائب صدر نے دہشت گردی کی اصطلاح سے گریز کیا البتہ وائٹ ہاؤس میں قومی سلامتی کے مشیر، جان بولٹن نے کہا کہ ''یہ دہشت گردانہ حملہنفرت پر مبنی جرم'' لگتا ہے۔اس بیان کا اختتام اس بہیمانہ تشدد کو یقینی دہشتگردی کے زمرے میں نہیں ڈالتا۔ امریکی وزیر خارجہ، مائیک پومپیو نے اپنے عوام کی جانب سے متاثرین کے لیے اظہار ہمدردی اور لواحقین کے لیے دعائیہ کلمات پیش کرتے ہوئے کہا کہ ''ہم مصیبت کی اس گھڑی میں نیوزی لینڈ کی حکومت اور عوام کو اپنی غیر متزلزل یکجہتی کی پیشکش کرتے ہیں''۔

امریکہ کی سبھی سیاسی جماعتوں نے نفرت اور شدت پسندی کی مذمت اور ہلاک ہونے والوں کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا۔ سینیٹر کملا ہیرس نے کہا ہے '' نمازیوں کا قتل عام بزدلانہ شیطانی عمل ہے''۔بیٹو او رور کے مطابق ''لاتعلقی کے

اظہار سے دہشت گردی کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا"۔ سینیٹر برنی سینڈرز کا کہنا تھا "نفرت اور شدت پسندی ہر شکل میں قابل مذمت ہے۔ مذہب کی بنیاد پر کسی کو جان کا خطرہ نہیں ہونا چاہیئے"۔امریکی ہوم لینڈ سیکورٹی کی وزیر کرسٹین ایم نیلسن نے یقین دلایا کہ پُر تشدد انتہاپسندوں سے تحفظ کے لیے ان کا محکمہ ضروری اقدامات کر رہا ہے۔ داخلی طور پر کوئی یقینی و عملی خدشہ نہیں ہے۔ نیو زی لینڈ کے حملہ آوروں سے منسلک کوئی فرد یا گروہ امریکہ میں موجود نہیں ہے تاہم وہ امریکی مسلمانوں کے اندر نماز کی ادائیگی کے لیے مساجد جاتے ہوئے ممکنہ تشویش سے بخوبی واقف ہیں۔ نیلسن نے اعادہ کیا کہ " مذہبی آزادی اس ملک کا خاصہ ہے۔ پر امن لوگوں پر عبادتگاہوں میں ہونے والے حملے قابل مذمت ہیں جنھیں کسی طور پر برداشت نہیں کیا جائے گا۔ ہماری کوشش ہوگی کہ نمازی کسی ڈر یا خوف کے بغیر آزادی کے ساتھ نماز کی ادائیگی جاری رکھیں۔نیو یارک شہر کے گورنر اور میئر نے شہر کی مساجد کے گرد پولیس کی نفری میں اضافہ کر دیا نیز صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے مہلوکین کے لواحقین سے قلبی ہمدردی اور ہر ممکنہ تعاون کی پیشکش کی۔

اعتماد بحالی کی اس مشق کے دوران یہ چونکا دینے والا انکشاف ہوا کہ کرائسٹ چرچ کی النور مسجد کا بندوق بردار حملہ آور برینٹن ٹیرینٹ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کا پرستار ہے۔ وہ ٹرمپ کو گوروں کی نئی پہچان مانتا ہے۔ اس بیان سے وہ تمام لوگ ششدر رہ گئے جو امریکی صدر کے خیالات سے واقف نہیں ہیں۔ سفید فام نسلی تفاوت کے جنون میں گرفتار ٹیرنٹ اور ٹرمپ میں کئی اقدار مشترک ہیں اور انہیں نے اس کو امریکی صدر ٹرمپ کا فداکار بنادیا ہے۔ صدرٹرمپ کے لیے اس حقیقت کا انکار ناممکن ہے کہ وہ سفید فام نسل پرست نہیں ہیں۔ پہلے زمانے میں لوگ بیان دے کر

مکر جاتے تھے یا کہہ دیتے تھے کہ ان کے بیان توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے لیکن اب یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ فی زمانہ الفاظ ہوا میں تحلیل نہیں ہوتے بلکہ تصویر سمیت انٹرنیٹ پر محفوظ ہو جاتے ہیں۔ بوقتِ ضرورت بڑی آسانی سے گوگل انہیں تلاش کر کے حاضرِ خدمت کر دیتا ہے۔ اسلامو فوبیا کے موضوع پر ڈونلڈ ٹرمپ اپنے زرین خیالات کے سبب ہی اس اندوہناک واردات کو دہشت گردی نہیں کہہ سکے۔

ڈونلڈ ٹرمپ نے صدارتی امیدوار کے طور پر ۲۰۱۵ء کے اواخر میں مسلمانوں کے امریکہ کی سرزمین پر داخلہ پر روک لگانے کی دھمکی دی تھی اور منتخب ہونے کے بعد کئی مسلم اکثریتی ممالک کے لوگوں پر پابندی بھی لگائی تھی۔ اس عمل کی ہو بہو جھلک ٹیرنٹ کے منشور میں ملاحظہ فرمائیں۔ وہ لکھتا ہے ''حملہ آوروں کو دکھانا ہے کہ ہماری زمین کبھی ان کی نہیں ہوگی، جب تک ایک بھی گورا شخص رہے گا، وہ کبھی فتحیاب نہیں ہوں گے۔'' ٹرمپ کو محض مسلمانوں سے پرخاش ہوتی تو مغرب نواز علمائے دین اس کا ٹھیکرہ الٹا مسلمانوں کے سر پھوڑتے ہوئے یہ توجیہ کرتے کہ اس ردعمل کے پیچھے دین اسلام سے ہمارا انحراف کارفرما ہے۔ ہم لوگ اگر اپنے دین پر کاربند ہو جائیں تو یہ نفرت ازخود محبت میں بدل جائے گی۔ ایسے لوگوں کی خوش فہمی کو دور کرنے کے لیے ۲۰۱۶ء کے اندر سی این این چینل کو انٹرویو دیتے ہوئے ٹرمپ نے کہا تھا کہ ''میرے خیال میں اسلام ہم سے نفرت کرتا ہے''۔ یہ دراصل منافقانہ سیاسی بیان بازی ہے۔ امریکہ کا صدارتی امیدوار دراصل یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ ''میں اسلام سے نفرت کرتا ہوں''۔ اس لیے کہ اسلام بھلا کسی سے نفرت کیوں کر سکتا ہے؟ اگر ایسا ہوتا تو آج بھی یوروپ اور امریکہ میں بے شمار غیر مسلم مشرف بہ اسلام نہیں ہو رہے ہوتے۔

اس معاملے کا ایک دلچسپ پہلو یہ بھی ہے کہ ڈونلڈ ٹرمپ کی اس انتہا پسندی کے باوجود برینٹن ٹیرنٹ اس سے مطمئن نہیں ہے۔ اس نے اپنے منشور میں لکھا ہے گو کہ وہ ٹرمپ کو سفید فام قوم پرستی کی علامت سمجھتا ہے اس کے باوجود ایک سیاسی رہنما کے طور پر انہیں مسترد کرتا ہے۔ اس کے برعکس امریکہ میں مسلمانوں کے حقوق کے لیے کام کرنے والی تنظیم سی اے آئی آر کے ترجمان نہاد عوض کے مطابق ٹرمپ نے اسلامو فوبیا کو ایک عام سی بات قرار دے کر مسلمانوں اور مہاجرین سے ڈرانے والوں کو جواز فراہم کر دیا ہے۔ ویسے ٹیرنٹکو مسلمانوں کے ذریعہ یوروپی تہذیب کی نام نہاد تباہی کا جو قلق ہے وہی درد ٹرمپ کو بھی ستاتا ہے۔ ابھی حال میں ٹرمپ نے یوروپ کے دورے پر مہاجرین سے متعلق ایک سوال کے جواب میں کہا تھا ویسے تو یہ سیاسی طور پر درست نہیں ہے لیکن میں یہ کہوں گا اور زور دے کر کہوں گا کہ میں سمجھتا تہذیب بدل رہی ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ یوروپ کے لیے یہ منفی عمل ہے۔ امیت شاہ کی طرحڈونلڈ ٹرمپ بھی پناہ گزینوں کو درانداز کہہ کر پکارتے ہیں جبکہ ٹیرنٹ انہیں حملہ آور کہتا ہے۔ان دونوں ناپسندیدہ اصطلاحات میں بنیادی طور پر بہت زیادہ فرق نہیں ہے۔ اکتوبر کے مہینے میں امریکہ کے پٹسبرگ شہر کے اندر یہودیوں کی عبادتگاہ کے اندر ۱۱ لوگوں کو ہلاک کرنے والے نسل پرست سفیدفام نے انہیں حملہ آوروں کا مددگار قرار دیا تھا۔

نسل پرستی کا یہ مرض صرف امریکہ تک محدود نہیں ہے۔ برطانیہ کی قدامت پرست جماعت ٹوریز کو ابھی حال میں اپنی جماعت کے ۱۴ ارکان کو نسلی امتیاز کے تضحیک آمیز تبصروں کے سبب معطل کرنا پڑا۔ یہ جملے جیکب ریس موگ نامی رکن پارلیمان کے فیس بک پیج کی دیوار پر پائے گئے تھے۔ ۱۴۰۰۰ لوگ فیس بک پر ریس موگ کا

تعاقب کرتے ہیں اور ان کی پارٹی کا پیچھا کرنے والوں کی تعداد ایک لاکھ سے تجاوز کرتی ہے۔ ریس موگ نے ایک جگہ لکھا 'تمام مسلمانوں کو عوامی دفاتر سے نکال دیا جائے اور تمام مساجد سے نجات حاصل کرلی جائے'۔ وہ برطانیہ کے ہوم سکریٹی ساجد جاوید کی حمایت اس لیے نہیں کرسکا کہ جاوید کے آبا و اجداد پاکستان سے آئے تھے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ سیکولر جمہوریت کے بلند بانگ دعووں کے باوجود اپنے آپ کو مہذب دنیا کا سرخیل سمجھنے والا یوروپ ابھی تک نسلی امتیاز و منافرت سے ابھر نہیں سکا ہے۔ ہندوستان جیسے ممالک میں بھی مغربی نظریات کے فروغ کے ساتھ ہی فسطائیت مضبوط تر ہوتی جارہی ہے۔ قوم پرست جمہوری رہنما انتخاب میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے ذرائع ابلاغ کے ذریعہ یہ زہر پھیلاتے ہیں جس سے برینٹن ٹیرنٹ جیسے انتہا پسند دہشت گرد وجود میں آتے ہیں۔ اس دہشت گردی کا خاتمہ کرنے کے لیے ان فاسد نظریات سے نجات لازمی ہے۔

ستم ظریفی یہ بھی ہے کہ ڈونلڈ ٹرمپ جیسے لوگ اس انتہا پسندی کے باوجود اپنے آپ کو امن کا دیوتا سمجھتے ہیں۔ ابھی حال میں ٹرمپ نے دعویٰ کیا تھا کہ شمالی کوریا کے ساتھ کشیدگی میں کمی کی کاوشوں کے باعث، جاپانی وزیر اعظم شنزو آبے نے انہیں نوبل امن اعزاز کے لیے نامزد کیا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ شنزو آبے یہ انکشاف کرتے لیکن اس وقت تک ڈونلڈ ٹرمپ خود کو قابو میں نہیں رکھ سکے اور خوشی سے پھٹ پڑے۔ صدر ٹرمپ نے اخبار نویسوں کو بتایا کہ ایک وقت ایسا بھی تھا جب جاپان کے اوپر سے کوریائی میزائل گزرتے تھے، تاہم اب ان کی کاوشوں کے باعث جاپانی عوام خود کو محفوظ سمجھتے ہیں۔ اس کی تردید میں ایک جاپانی اخبار نے احسانمندی کا پول کھولتے ہوئے لکھ دیا کہ ٹرمپ کے نامزد کیے جانے کی وجہ امریکی دباو بمعنیٰ درخواست تھی ۔ اس طرح غبارے کی ہوا نکل گئی۔

نوبل امن انعام کا اعلان ویسے تو ہر سال اکتوبر میں کیا جاتا ہے لیکن اس کے لیے نامزدگی فروری میں شروع ہو جاتی ہے۔ اس بابت جاپانی وزارت خارجہ نے نہایت محتاط تبصرہ کرتے ہوئے صرف اتنا کہنے پر اکتفاء کیا کہ ٹوکیو حکومت اس صورت حال سے آگاہ ہے۔ سرکاری ترجمان نے نہ تو سفارش کی تصدیق کی اور نہ اخباری رپورٹ کو مسترد کیا۔ ماضی میں تین امریکی صدور اس باوقار انعام سے سرفراز ہو چکے ہیں۔ سب سے پہلے ۱۹۰۶ء میں صدر تھیوڈور روزویلٹ کو روسی جنگ ختم کرانے کی کوششوں پر یہ انعام ملا اور پھر ۱۹۱۹ء میں صدر ووڈرو ولسن کو 'لیگ آف نیشنز' (جو آگے چل کر اقوام متحدہ بن گئی) کے قیام پر نوبل امن پرائز سے نوازہ گیا۔ اس ادارے کے متعلق علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

گرمیِ گفتارِ اعضائے مجالس، الاماں! : یہ بھی اک سرمایہ داروں کی ہے جنگِ زرگری

صدر ولسن کے ۹۰ سال بعد ۲۰۰۹ء میں امریکی صدر براک اوباما کو یہ اعزاز ملا۔ ڈونلڈ ٹرمپ اپنے آپ کو اوبامہ سے زیادہ اس انعام کا حقدار سمجھتے ہیں۔ ان کے مطابق اوبامہ کو تو پتہ ہی نہیں تھا کہ انہیں یہ اعزاز کیوں دیا جارہا ہے؟ اس بات کا علم اوبامہ کو تھا یا نہیں یہ کہنا مشکل ہے لیکن نوبل پرائز دینے والے ماہرین کو ضرور تھا۔ نوبل فاؤنڈیشن کی روایت یہ ہے کہ وہ اپنی موصول شدہ نامزدگیوں کو پچاس برس تک صیغۂ راز میں رکھنے کے بعد منصۂ شہود پر لاتی ہے لیکن ٹرمپ 'کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک' صبر کرنے کے قائل ہیں اس لیے ضبط نہیں کر سکے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ٹرمپ اپنی تمامتر ہیکڑی کے باوجود براک اوبامہ سے فروتر ہیں۔ وہ نہایت زیرک سیاست داں تھے۔

براک اوبامہ نے ایک تیر سے دو شکار کرتے ہوئےایک طرف آزادی و جمہوریت کا نغمے سنائے۔ قاہرہ میں آکر عالم اسلام کو مخاطب کیا لیکن امن و مفاہمت کا پیغام دینے کے بعد مسلم دنیا پر امریکی جبر مسلط کرنے کی خاطر چپکے سے داعش کو میدان میں اتار دیا۔اس طرح مسلمانوں کے ساتھ اسلام کو بھی بدنامی کی لپیٹ میں لے لیا۔ نظریاتی اور عملی سطح پر مغرب کی اس عظیم خدمت کے لیے نوبل انعام سے نوازہ جانا ان کا حق تھا۔ مغرب کے دانشور ٹرمپ کی مانند احمق نہیں بلکہ سفاک وچالاک ہیں۔ وہ ٹرمپ اور اوبامہ کا فرق سمجھتے ہیں اور اسی لحاظ ان کی قدر دانی کرتے ہیں۔ ۔ اس کے باوجود کئی مسلمانوں کو افسوس ہے کہ انہیں نوبل انعام سے کیوں نہیں نوازہ جاتا؟ ان نادان مسلمانوں سے زیادہ حقیقت پسند تو ڈونلڈ ٹرمپ ہیں کہ جوجاپانی وزیراعظم آبے کا شکریہ ادا کرنے کے بعد ازخود اعتراف کرلیتے ہیں کہ ہوسکتا ہے انہیں نوبل انعام نہ ملے۔

ایک طرف ڈونلڈ ٹرمپ جیسا بددماغ امریکی صدر ہے اور دوسری جانب اسلامی تعلیم سے آراستہ کرائسٹ چرچ میں دہشت گردی کا نشانہ بننے والی مسجد کے امام ابراہیم عبدالحلیم ہیں۔ انہوں نے نہایت صبر و تحمل کے ساتھ کہا کہ اس حملے سے مسلمانوں کے دلوں میں نیوزی لینڈ کے لیے محبت کے جذبات میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ لینووڈ مسجد کے امام کا کہنا تھا کہ "ہم اب بھی اس ملک سے محبت کرتے ہیں۔ انتہا پسند ہمارے اعتماد کو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکیں گے"۔امام مسجد نے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ "نیوزی لینڈ کے عوام کی اکثریت نے ہمارے ساتھ مکمل یک جہتی کا اظہار کیا ہے"۔ امام ابراہیم کا عزم و حوصلہ شاہد ہے کہ مسلمان حزن و ملال کے بعد مایوس ہوکر بیٹھ جانے والی امت نہیں ہے۔ بقول اقبال

ہے جو ہنگامہ بپا یورشِ بلغاری کا : غافلوں کے لیے پیغام ہے بیداری کا

تُو سمجھتا ہے یہ ساماں ہے دل آزاری کا : امتحاں ہے ترے ایثار کا، خودداری کا

امت مسلمہ قرآن حکیم کی اس آیت میں یقین رکھتی ہے کہ ”اس (مخالف) جماعت کی تلاش اور تعاقب میں سستی نہ دکھاؤ۔ اگر اس میں تمہیں تکلیف پہنچتی ہے۔ تو انہیں بھی اسی طرح تکلیف پہنچتی ہے۔ جس طرح تمہیں پہنچتی ہے اور تم اللہ سے اس چیز (ثواب) کے امیدوار ہو جس کے وہ امیدوار نہیں ہیں اور اللہ بڑا جاننے والا، بڑی حکمت والا ہے“۔ اہل ایمان ہر مشکل اور آسانی میں اپنا مقام و مرتبہ کا خیال رکھتے ہیں۔ وہ ہر حال میں کتاب حق کی اس آیت پر عمل پیرا ہوتے ہیں کہ ”بے شک ہم نے (یہ) کتاب حق کے ساتھ آپ پر اتاری ہے۔ تاکہ آپ لوگوں میں اس کے مطابق فیصلہ کریں، جو اللہ نے آپ کو بتا دیا ہے اور آپ خیانت کاروں کے طرفدار نہ بنیں۔ (النساء ۱۰۴ تا ۱۰۵)۔ وقار و پامردی کے ساتھ دشمنانِ دین کا مقابلہ کرنا اور خائنوں کی حمایت کیے بغیر کتاب حق کے مطابق عدل و انصاف قائم کرنا امت مسلمہ کا فرض منصبی ہے۔ دشمنان اسلام امت کے اسی شعار سے خوفزدہ ہوکر بزدلانہ حملے کرتے ہیں لیکن امت اپنے مقام و مرتبہ سے واقف ہے بقول حکیم الامت ؎

چشمِ اقوام سے مخفی ہے حقیقت تیری : ہے ابھی محفلِ ہستی کو ضرورت تیری

وقتِ فُرصت ہے کہاں، کام ابھی باقی ہے : نُورِ توحید کا اِتمام ابھی باقی ہے

حضرت مولانا جمیل صاحب رح: چند یادیں چند باتیں

بقلم :-مولانا صابر قاسمی صاحب
جامعہ فیض عام دیو گاؤں، اعظم گڑھ

دنیا فانی، دنیا کی ہر چیز فانی حتیٰ کہ اشرف المخلوقات بھی، باقی رہنے والی ذات صرف اللہ کی ہے، اس پر فنا نہیں" کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام،، ہر نفس کو وقت موعود پر رخت سفر باندھا ہی پڑتا ہے،

آہ! مولانا جمیل صاحب سکروڈوی رح ۳۱/مارچ ۲۰۱۹/کو دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گئے"انا للہ وانا الیہ راجعون،، حضرت مولانا جمیل صاحب کو اللہ تعالیٰ نے گوناگوں خصوصیتوں سے نوازا تھا، مولانا باکمال استاذ، کامیاب مقرر اور بہترین شارح تھے، حضرت کا درس بہت مقبول تھا، پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کو بڑی خوش اسلوبی سے حل فرماتے تھے، دوران درس درس سے متعلق ہی گفتگو فرماتے تھے، غیر ضروری بحث بالکل نہیں کرتے تھے کہ مسئلہ حل ہونے کے بجائے اور زیادہ ژولیدہ و پیچیدہ ہو جائے، مولانا کی تقریر بڑی مؤثر ہوتی تھی، وہ موضوع سے ہٹتے نہیں تھے، شعلہ بیاں مقرروں کی طرح چینختے چلاتے نہیں تھے، واقعات و قصص کے ذریعے بات کو بڑے اچھے انداز میں سمجھاتے تھے، ان کی تقریر سے طبیعت اکتاتی نہیں تھی اگر چہ وہ خطیب کی حیثیت مشہور نہیں تھے، مولانا کے درس کا انداز نرالا تھا، پڑھاتے بہت خوب تھے اور ان کی لکھی ہوئی شرحیں تو خوب سے خوب تر ہیں، طلبہ تو طلبہ اساتذہ بھی ان کی شروحات سے بے نیاز نہیں ہیں، مشکل سے مشکل عبارتوں کی بھرپور تشریح مولانا کی شروحات کا طرۂ امتیاز ہے ورنہ عام طور پر دیکھا یہ جارہا ہے

کہ کتابوں کے حل میں جہاں تک طلبہ کا ذہن چلتا ہے شرحیں بھی وہیں تک رہنمائی کرتی ہیں، مولانا کی تحریر کردہ شرحیں طلبہ کو کٹھن مقامات پر بے یار و مددگار نہیں چھوڑتی ہیں بلکہ مکمل ساتھ دیتی ہیں،

حضرت بڑی خوبیوں کے مالک تھے، ان کے شاگردوں کی ایک بڑی جماعت ہے، علم و عمل کی جو خوشبو پوری دنیا میں انکے ذریعے سے پھیلی ہے اور پھیلتی رہے گی امید کہ وہی انکی نجات کا سبب بنے،

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، انکی خدمات کو قبول فرمائے، انکے درجات کو بلند فرمائے اور دارالعلوم کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے آمین

صابر القاسمی، جامعہ فیض عام دیو گاؤں، اعظم گڑھ

حضرت مولانا جمیل صاحب سکروڈوی کی وفات

بقلم :۔مفتی اظفر اعظمی قاسمی
متعلم :دارالعلوم حیدرآباد

حضرت مولانا جمیل صاحب سکروڈوی کی وفات کی خبر علمی حلقے کے لیے کسی صاعقہ سے کم نہیں

اللہ تعالی نے استاذ محترم کو بے شمار صلاحیتوں سے نوازا تھا
آپ کی تدریسی زندگی بے مثال آپ کا تصنیفی کارنامہ لاجواب آپ کی مقررانہ شان بہت اعلی تھی
مجھے آپ سے ہدایہ کی جلد رابع پڑھنے کا شرف حاصل ہے
ہدایہ کی بہترین شرح اشرف الہدایہ نے جو مقام شہرت حاصل کیا وہ کم ہی کتابوں کو مل پاتا ہے

آپ شارح ہدایہ کے نام سے بھی جانے جاتے تھے
آپ سے ہدایہ پڑھنے کا جو لطف ہے وہ کسی تحریر میں بیان کرنا ممکن نہیں اسے بس محسوس کیا جا سکتا ہے آپ سے پڑھنے والے شاگردوں اس بات کا بخوبی علم ہے
شفقت اور بردباری اس قدر تھی کہ ہمارے عربی ہفتم کے سال میں حضرت پورے سال درسگاہ آنے کے بعد ہم سب کو بیٹھنے کا سلیقہ سکھاتے تپائیاں آگے پیچھے ہوتیں اسے درست کرواتے اور کہتے بھی کہ اگر طوطے کو سکھاتا تو وہ بھی سیکھ لیتا مگر کبھی ناگواری نہ فرماتے

رعب اس قدر تھا کہ پہلا گھنٹہ ہونے کے باوجود تمام طلبہ درسگاہ میں حاضر ہوجاتے تھے

صاف گوئی اس قدر تھی کہ کسی بات کو کہنے میں ذرا نہ ہچکچاتے

آپ کی کن کن باتوں کو لکھا جائے کیا کیا چھوڑا جائے

آپ کا وہ بارعب چہرہ ذہن میں تھا کہ اچانک ایک روز ایک تصویر میں آپ کا ایسا چہرہ دیکھا جس میں آپ کی داڑھی کے بال جھڑ گئے تھے

دیکھ کر بیساختہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور آج جبکہ حضرت اس دنیا میں نہیں ہیں اور ان کی یادوں کو ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں لکھ رہا ہوں تو بھی آنکھیں اشکبار ہیں

زبان دعاگو ہے کہ اللہ تعالی آپ کو شایان شان بدلہ عطا فرمائے

آپ کی خدمات کو قبول فرمائے

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

آمین

اظفر اعظمی
متعلم :دارالعلوم حیدرآباد

اپریل فول، آنکھوں میں دھول / کتنی حقیقت؟ کتنافسانہ؟

بقلم :،- مولانا محمد انور داؤدی صاحب
ایڈیٹر روشنی اعظم گڈھ،یوپی

یہ مضمون "ماہنامہ احیاء العلوم "مبارک پور کے تازہ شمارہ میں بھی شائع ہوا ہے

ہوشیار! یکم اپریل آنیوالا ہے، پھر کیا ہونے والا ہے؟
اپریل کی پہلی تاریخ کو یوروپ وامریکہ سے جاری ایک بری رسم نے تقریبا تقریبا چاروں سمتوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے مزید افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ رسم ہمارے مسلم معاشرہ میں بھی درآئ ہے
کیوں ایک اپریل کو فول کہتے ہیں؟ اسی تاریخ کو ہی ہنسی مذاق کیوں جائز سمجھا جاتا ہے؟ اپریل فول کی تاریخی حقیقت کیا ہے؟ اسلام کی کیا گائڈ لائنس ہیں؟ آیئے اسکی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کریں ،میں نے اپنے اس مضمون کو **دو حصوں میں تقسیم کیا ہے،** پہلے حصے میں اپریل فول کی تاریخی حیثیت * * اور دوسرے میں اپریل فول کی شرعی حیثیت پھر آخر میں خلاصہ

اپریل فول کی تاریخی حیثیت

اگر انگریزی لغت میں جائیں تو اپریل فول کا معنی ہے "اپریل کا احمق"
ویسے اپریل لاطینی زبان سے نکلا ہے جسکا معنی آتا ہے "پھولوں کا کھلنا، کونپلیں پھوٹنا"
اپریل فول کی متضاد تاریخی وجوہات ملتی ہیں لیکن کسی مستند حوالے سے ان قصص کی تصدیق نہیں ہو پارہی ہے

انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا کے مطابق قدیم تہذیبوں میں(جیسے رومن تہذیب) نئے سال کا آغاز سنہ جولین کیلنڈر کے حساب سے یکم اپریل سے ہوتا تھا جسے پوپ جورج ہشتم نے1582/ میں ختم کر کے ایک نیا کیلنڈر جورجین کیلنڈر کے نام سے جاری کرنے کا حکم دیا جس میں نیا سال یکم اپریل کے بجائے یکم جنوری سے شروع ہوتا ہے

اور فرانس نے نئے سال کا جشن جنوری سے منانا بھی شروع کر دیا مگر غیر ترقی یافتہ ذرائع ابلاغ کیوجہ سے بہت سے لوگوں کو اسکا علم نہ ہوسکا یا انھوں نے جنوری سے نئے سال کے آغاز کو قبول نہ کیا اور حسب دستور وہ یکم اپریل کو خوشی منانے لگے اور تحائف کا تبادلہ بھی کرنے لگے تو جدت پسندوں نے ان قدامت پسندوں کا خوب مزاق اڑایا اور بے وقوف بنایا کہ نیا سال تو جنوری سے شروع ہوتا ہے پھر یہیں سے اپریل فول کی روایت چل پڑی

دوسری وجہ یہ لکھی ہے کہ اس مہینے کو رومی اپنی دیوی وینس (Venus) کی طرف منسوب کر کے مقدس سمجھا کرتے تھے اور مارے خوشی میں شراب پیتے، چڑھاتے اور ہفوات بکتے جھوٹ بولتے پھر اپریل فول کی روایت چل پڑی

ایک تیسری وجہ یہ لکھی ہے کہ 21/مارچ سے موسم میں تبدیلیاں آنی شروع ہوجاتی ہیں یعنی کبھی گرمی کبھی سردی تو اس تبدیلی کو بعض لوگوں نے(معاذاللہ) اس طرح تعبیر کیا کہ قدرت ہمارے ساتھ مذاق کر رہی ہے، بے وقوف بنا رہی ہے،جب قدرت کو مذاق پسند ہے تو چلو ہم لوگ بھی ایک دوسرے سے مذاق کریں اس طرح اپریل فول کی روایت چل پڑی ---

انسائیکلوپیڈیا لاروس نے ایک وجہ اور لکھی ہے اور اسی وجہ کو صحیح قرار دیا ہے کہ جب یہودیوں نے جب یسوع مسیح (عیسی علیہ السلام) کو گرفتار کر لیا تو ان کو سب سے پہلے

یہودی سرداروں کی عدالت میں پیش کیا تھا پھر وہاں سے پیلاطس میں لے گئے پھر وہاں سے کسی اور کے پاس، اور اس نے پھر پہلی عدالت میں ایسا کرنے کا مقصد مذاق اور تمسخر تھا لیکن یہ وجہ میرے گلے سے نہیں اتر رہی ہے آج اپریل فول عیسائی بھی جم
کر مناتے ہیں تو وہ کیسے حضرت عیسی علیہ السلام کا تمسخر برداشت کریں گے؟ یا ممکن ہو انھیں بھی حقیقت کی خبر نہ ہو
بہرحال یہ سب وجوہات ہیں لیکن ایک وجہ اور ہے جو عام طور سے بتائی نہیں جاتی اور سیاق وسباق کو سامنے رکھکر جب ریزلٹ اور نتیجہ نکالا جاتا ہے تو اپریل فول منانے کی حقیقت بالکل بے غبار ہو جاتی ہے اور دشمنان اسلام کا اصلی چہرہ بے نقاب ہو جاتا ہے اور وہ ہے اندلس میں دھوکے سے مسلمانوں کو مارنا، اجمال کی تفصیل

قارئین کرام

مختصرا اندلس کی تاریخ اپنے ذہن میں تازہ کرلیں تاکہ اپریل فول کی حقیقت اظہر من الشمس ہو جائے
موجودہ اسپین یا ہسپانیہ کو ہی اندلس کہا جاتا ہے، اندلس "یورپ کے جنوب مغربی حصے میں واقع ہے، اسکی سرحدیں شمال میں فرانس سے اور مغرب میں پرتگال سے ملتی ہیں اور اسکے مشرق اور جنوب میں بحر متوسط (بحر روم) بہتا ہے
خلیفہ ولید بن عبدالملک کا دور حکومت تھا موسی بن نصیر نے خلیفہ سے اجازت ملنے کے بعد طارق بن زیاد کی سرکردگی میں سات ہزار کا لشکر لیکر اندلس پر چڑھائی کرنے کو کہا، طارق کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی انھوں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ،خلفاء راشدین اور بعض

دوسرے صحابہ تلواروں اور تیروں سے مسلح سمندر چلتے ہوئے تشریف لائے ہیں آور جب طارق بن زیاد کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا" طارق بڑھتے چلے جاؤ" اسکے بعد طارق نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم اورآپ کے مقدس رفقاء آگے نکل کر اندلس میں داخل ہوگئے، یہ فتح کی خوشخبری تھی بالآخر پورا اندلس مسلمانوں کے قبضے میں آگیا،بڑی شان وشوکت کے ساتھ 800 /سال تک مسلمانوں نے حکومت کی، امن وامان کی فضا قائم کی، عدل وانصاف
کے تقاضے پورے کئے، تہذیب وتمدن کے چراغ جلائے، اور علم وہنر کے دریا بہائے،
لیکن لیکن؛ وقت گزرنے کیساتھ مسلمانوں کی گرفت ڈھیلی پڑگئ، آپسی ناچاقیاں پیدا ہونے لگیں، عیش وعشرت نے گھر کرلیا، طوائف الملوکی کادور شروع ہو گیا تو اللہ نے عزت وحکومت کا تاج چھین کر پھر دشمنوں کو دیدیا،896 /ہجری میں عیسائ بادشاہ فردی نند اپنی ملکہ ازبیلا کے ساتھ ایک لشکر جرار لیکر غرناطہ پہنچ گیااورایک سال بعد مجبور ہو کر شاہ عبداللہ نے صلح کرلی ، صلح نامہ میں مسلمانوں کے جان ومال دین وایمان اوراسلامی شعائر کی حفاظت کی ہر ممکن یقین دہانی کرائ گئ تھی
(قارئین کرام یہاں چوکنے ہوکر پڑھیں)مسلمانوں اورعیسائیوں کے درمیان صلح کی تاریخ 897 /ہجری مطابق 3 / جنوری 1492 / عیسوی تھی،اس صلح میں یہ بھی طے ہوا تھا کہ صلح کی تاریخ سے60 /روزتک کے اندر معاہدہ کی شرائط پر عمل درآمد ہو جائے

مگروہ اقتدار میں آتے ہی مسلمانوں کوچن چن کر تہہ تیغ کرنے لگے،
مساجد کو کلیسامیں تبدیل کردیا، پورے ملک میں عیسائ عدالتیں قائم کردیں جہاں ہزاروں مسلمانوں کو بغیر مقدمہ چلائے محض مسلمان ہونے کے جرم میں آگ میں زندہ جلادیا گیا، اعلان عام ہوگیا کہ عیسائ ہو جاؤورنہ قتل کردیئے جاؤ گے کچھ مسلمان چھپ

گئے کچھ نام اور بھیس بدل کر رہنے لگے مگر کسی نے اسلام نہیں چھوڑا بظاہر شہر میں کوئ مسلمان نظر نہ آتا تھا مگر عیسائیوں کو یقین تھا کہ ابھی بھی مسلمان کہیں چھپے ہیں تو انھوں نے منصوبہ کے تحت ایک اعلان کروایا اور یہ بظاہر مسلمانوں کے ساتھ سب سے بڑی ہمدردی تھی کہ اب حالات ٹھیک ہوگئے ہیں لھذا جو مسلمان واپس افریقہ جانا چاہیں وہ خوشی خوشی چلے جایئں جہاز کا انتظام ہم کریں گے اور اپنے ساتھ اپنا قیمتی سامان بھی لے جاسکتے ہیں اور جانے کی تاریخ بھی طے کردی، مسلمانوں نے اسی میں بھلائ سمجھی چنانچہ مسلمان جن میں بڑے، بوڑھے، بچے مرد وعورت شامل تھے اپنے سامانوں اور قیمتی کتابوں کے ذخائر کیساتھ متعینہ تاریخ میں جمع ہوگئے اور جہاز سے سفر کرنے لگے مگر منصوبہ کے مطابق بیچ سمندر میں جہاز کو غرق کردیا گیا، ڈوبنے والے رحم وکرم کی بھیک مانگتے رہے اور کنارے کھڑے ہوکر وہ تالیاں بجاتے رہے گلے مل مل کر جشن مناتے رہے کہ دیکھو کیسے ہم نے مسلمانوں کو دھوکے اور فریب سے ختم کردیا کہا جاتا ہے کہ ڈوبنے کی تاریخ یکم اپریل تھی (جنوری میں معاھدہ ہوا اور ساٹھ دن ملے تھے خالی کرنے کو جو اپریل کو پورے ہوتے ہیں)

قارئین کرام:::::::: عقل اسے تسلیم کرتی ہے سیاق وسباق سے انکا جھوٹ بے نقاب ہوتا ہے کہ اصل اس تاریخ کو یاد کرنا ہے اپریل فول ایک بہانہ ہے اور اگر اسے تسلیم نہ بھی کیا جائے تب بھی غیروں کے جشن میں اپنے کو شامل کرنا درست نہیں ہے

اب آیئے شریعت کے آئینے میں اپریل فول کو دیکھتے ہیں

اپریل فول کی شرعی حیثیت

قارئین کرام :اسلام ایک آفاقی اورپاکیزہ مذھب ہے، یہ پیدائش سے لیکرموت تک انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کی واضح انداز میں رہنمائی کرتاہے بہت سارے پہلومیں سے ایک پہلوہنسی مذاق کابھی ہے، اسلام خوش طبعی اورخوش مزاجی کوپسند کرتاہے لیکن ہنسی دل لگی کیلئے جھوٹے مذاق اورغلط بیانی کوناپسند کرتاہے ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کاارشادہے سچ بولنانیکی ہے اورنیکی جنت لے جاتی ہے،اور جھوٹ بولناگناہ ہےاورگناہ آگ (جھنم)کی طرف لے جاتاہے۔۔ **مسلم 2607/**

اسی طرح جھوٹ بولنےکومنافق کی علامت قراردیاگیاہے
جنانچہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتےہیں کہ
تین خصلتیں ایسی ہیں جومنافق ہونے کی نشانی ہیں 1/جب وہ بات کرے توجھوٹ بولے 2/اورجب وعدہ کرےتواسکی خلاف ورزی کرے 3/اورجب اسکےپاس کوئ امانت رکھوائ جائے تووہ خیانت کرے۔۔ **بخاری 33/**

اسلام کوجھوٹ سے سخت نفرت ہے حتی کہ بچوں سے بھی جھوٹ بولناجائزنہیں اورتواورمذاقا بھی اسکی اجازت نہیں
اپریل فول میں کیاہوتاہے جھوٹ، فراڈ، دھوکہ، غلط خبر،بسااوقات کمزور دل والے صدمہ سے دوچارہوجاتے ہیں، میاں بیوی کی اعتماد بھری زندگی اپریل فول کیوجہ سے جہنم بن جاتی ہے
اپریل کی پہلی تاریخ کولوگ صاف صریح جھوٹ بولنانہ صرف جائزسمجھتے ہیں بلکہ دھڑلےسے کہتے ہوئے سنے جاتے ہیں "یارمذاق کیاتھا آج اپریل فول ہے آج سب جائزہے " استغفراللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی زندگی مسلمانوں کیلیئے اسوہ اورنمونہ ہے،حضرت امامہ رضی اللہ عنہ فرماتےہیں" آپ صلی اللہ علیہ و سلم لوگوں میں سب سے زیادہ ہنس مکھ اورخوش طبع تھے"(لیکن کبھی بھی آپ نے مذاق میں بھی جھوٹ نہیں بولا کئ)
واقعات آپ کے مشہورہیں جیسے وہ بوڑھی عورت جس نے کہا تھامیرے لئے جنت کی دعاکریں آپ نے فرمایاکوئ بوڑھی عورت جنت میں نہیں جائے گی یہ سن کروہ روپڑی آپ نے فرمایا:لوگو اسے بتادو کوئ بڑھاپے کی حالت میں جنت میں نہ جائے گی، اسی طرح ایک صحابی کے اونٹ مانگنے پر فرمایا تجھےاونٹ کابچہ دونگا صحابی نے کہامیں بچہ لیکرکیاکرونگا مجھے توسواری کرنی ہے آپ نے فرمایا بھائ اونٹ توکسی کابچہ ہی ہو گا؟
دیکھئے مذاق بھی اوردرست بھی ابوداؤد شریف کی روایت کے مطابق "ہلاکت ہےاس آدمی کے لئے جودوسروں کو ہنسانےکے لئے جھوٹ بولتاہے"
اوریہ حدیث اپریل فول منانے والے دھیان سے پڑھیں کہ
یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائ سے کوئ بات اس طرح کہو کہ وہ سچاجان رہاہو حالانکہ تم جھوٹ بول رہے ہو

خلاصہ

اب آپ خود فیصلہ کرلیں مسلمانوں کیلیئے اپریل فول منانا غیروں کی تہذیب اپنانا تاریخی وشرعی دونوں اعتبار سے کہاں تک درست ہے؟

Mdanwardaudi@gmail.com
8853777798

جمہوریت کی خاطر

بقلم :- مولانا عزیز اعظمی اصلاحی
ممبر :- پاسبان علم و ادب

ہمارا ملک ہندوستان دنیا کا سب سے بڑا جمہوری ملک تو ہے لیکن اس میں جمہوریت کی پاسداری کتنی ہے ، اس میں شفافیت کہاں تک ہے ، آئین و قانون کی بالادستی میں سیاسی ڈیکٹیٹر شپ کی آمیزش کتنی ہے وہ اس ملک کے اداروں کے کردار اور حکومت کے معیار سے صاف ظاہر ہے -- جب ادارے آزاد ہونے کے بجائے ماتحت ہو جائیں ، حکومت انصاف کرنے بجائے تنگ نظر ہو جائے ، عوام ڈر اور خوف میں سوال کرنے کے بجائے مصلحت پسند ہو جائے تو جمہوریت کا سارا حسن اور اس کا سارا جمال اس خوبصورت عورت کی طرح ماند پڑ جاتا ہے جس پر اس کے جنونی اور بد دماغ عاشق نے یہ کہہ کر تیزاب چھڑک دیا ہو کہ تم پر حق صرف میرا ہے کسی اور کا نہیں ، ٹھیک اسی طرح جیسے حکومت اور سیاست یہ کہہ کر جمہوریت ، آئین و قانون کا گلہ گھونٹ دے کہ حکومت پر حق صرف زعفرانیت کا ہے کسی اور کا نہیں ، جنونیت اور انا پرستی کے اس نشے میں نقصان صرف اور صرف اس عوام اور اس ملک کا ہے جس کے خوبصورت چہرے پر نفرت و عداوت کا تیزاب چھڑک کر جلا دیا گیا ہو ۔

ایسی ذہنیت اور جنونیت ملک و معاشرے کے لئے کسی طور سود مند نہیں جو محبت اور اعتماد جیتنے کے بجائے اس پر زبردستی قابض ہونے کا ہر حربہ استعمال کرے ، اپنے اہداف کی تکمیل کے لئے صرف آئین و قانون ہی نہیں بلکہ انسانیت کو روند کر ملک کے نظام اور اسکے تانے بانے کو بکھیر دے ، اداروں کو خرید لے ، ملک کی

عظمت و حشمت کو بیچ دے ، تو پھر عوام کو چاہئے کہ موقع آنے پر جمہوریت کے تحفظ ، آئین و قانون کی بقاء ، ملک کی عزت ، عظمت کی خاطر ایسی حکومت و سیاست کو اکھاڑ پھینکے جو ملک کو آئین و قانون پر رکھنے کے بجائے جانوروں کے سنگھ پر رکھنا چاہے --

ایسی ذہنیت اور جنونیت کو شکست فاش دینے کے لئے اپنے ووٹ اور اتحاد پر نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ ان اداروں کے کردار ، جانبدارانہ رویوں اور غلط بیانیوں پر بھی نظر رکھے جو موجودہ حکومت میں آئین و قانون کے ماتحت نہیں بلکہ مودیت کے اسیر ہیں ۔ ہم صرف اپنے ووٹ اور متزلزل اتحاد کے سہارے مخالف کو ہرانا چاہتے ہیں اور مخالف اپنے مضبوط ووٹ ، نوٹ ، مشین ، ادارت اور صحافت کے ذریعہ جمہوریت کو ہرا کر ملک پر قابض ہونا چاہتا ہے ۔ اس بات کو جانتے ہوئے بھی کہ سیکولرازم نے ہمارے ساتھ انصاف نہیں کیا ، ہمارے اوپر ہوتے ہو مظالم پر صدائے حق بلند نہیں کی ، یہ جانتے ہوئے کہ سیکولرازم ہمارے تحفظ کا قلعہ نہیں ، ہماری ترقی و ترویج کا ضامن نہیں ، یہ جانتے ہوئے بھی کہ سیکولرازم نے ہمارے امیدواروں کے خلاف اپنے امیدوار اتار دیئے ، یہ جانتے ہوئ بھی کہ سیکولرازم مسلم قیادت کے حق میں نہیں لیکن ملک کی بقاء اور جمہوریت کے تحفظ کے لئے آخری کیل ضرور ہے اس لئے ہمیں صبر کے سارے گھونٹ پی کر ، مسلم قیادت کی اپنی ساری حکمت عملی کو صرف اس الیکشن کے لئے روک کر جہاں جہاں مسلم قیادت کے امیدوار جیتنے کی پوزیشن میں ہیں وہاں پرزور انکی حمایت و تائید کرتے ہوئے اپنے ایک ایک ووٹ کی قدر و منزلت کو سمجھتے ہوئے انکا ساتھ دیتے ہوئے ، سیکولرازم کی غلطیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ، آپسی سارے اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہمیں متفقہ طور پر ایسی

باطل طاقتوں کو شکستہ فاش دینا پڑے گا جو صرف ملک کے امن و امان کو ہی نہیں ، اخوت و محبت کو نہیں اس عظیم ملک کے آئین و قانون اور معزز اداروں کے وقار کو بھی مجروح کررہی ہے جس پر سوا سو کروڑ عوام کا اعتماد قائم ہے ، اس ملک کے صاف شفاف اداروں کو سیاسی اثر و رسوخ اور پیسے کے زور پر بدعنوان بنا رہی ہے جس پر اس ملک کی جمہوریت کی بنیاد کھڑی ہے ۔

پچھلے چند سالوں میں ریاست اور صحافت نے سیاسی ماتحتی کا شکار ہوکر اپنا جو کردار پیش کیا ہے جس سے ان ضمیر فروش نوکروں ، چاکروں ، اداکاروں کی صحت اور کردار پر کوئی اثر تو نہیں لیکن ملک کے ان باوقار اداروں کی عزت و عظمت پر ایک بد نما داغ ضرور ہے جو عوام کے حقوق انکی جان و مال کے تحفظ کے ساتھ ساتھ جمہوریت کی بقاء اور استحکام کے لئے بنائے گئے ہیں ۔

پانچ سال تک قومی اداروں کے کردار کے بعد ، حکومتی دور کے اختتام کے بعد سب سے آخری اور اہم کردار الیکشن کمیشن کا ہوتا ہے جو ایک ارب بیس کروڑ عوام کے حق رائے دہی کے اعتماد کا محافظ اور پاسبان ہوتا ہے اور جب اس کا کردار بھی مشکوک ہو جائے تو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ جمہوریت اپنی آخری سانس لے رہی ہے ۔ اس جانبدارانہ رویے کی تازہ مثال چند حق پرست اخباروں کے صفحات پر موجود ہے ، حکومت کے کارنامے اور رفائل کی خریداری پر خرد برد کا پردہ فاش کرنے والی کتاب پر الیکشن کمیشن کو ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی نظر آتی ہے اور اس پر پابندی عائد کر دی جاتی ہے ، لیکن " نمو نامی ٹیلیویژن"" کی شروعات اور اس پر حکومتی پیغامات اور اشتہارات کو راست ٹیلیکاسٹ کرنے پر الیکشن کمیشن کو ضابطہ اخلاق کی کوئی خلاف

ورزی نظر نہ آتی ۔ ملک کو سچائی بتانے والی کتاب کو بک اسٹور سے اٹھا لیا جاتا ہے اور انوپم کھیر جیسے اداکار کی مودی کی زندگی پر بنائی گئی فلم کو ریلیز کر دیا جاتا جس پر الیکشن کمیشن کو ضابطہ اخلاق کی کوئی خلاف ورزی نظر نہ آتی اداروں کے ایسے کردار اور ایسے حالات میں ہماری ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے کہ ملک کی جمہوریت کو باطل طاقتوں سے بچایا جائے ، اسے حکومت سے بے دخل کیا جائے اور ایسا نیا انقلاب لایا جائے کہ پھر کوئی باطل طاقت ملک کے آئین و قانون پر شب خون مارنے کی جرأت نہ کرے اور یہ کام عوام کے اتحاد کے بغیر ممکن نہین اگر عوام اپنے ووٹ کے ساتھ متحد ہے باطل کو ہرانے کے لئے پر عزم ہے تو ووٹنگ مشین بھی عوامی فیصلے کے آگے دم توڑ جائے گی ، لیکن اگر ہم منتشر ہوئے اپنے ووٹ کا بٹوارہ کیا تو پھر اس بار بھی باطل کو اقتدار تک پہنچنے سے کوئی نہیں روک سکتا پھر محکومی اور مظلومی ہمارا مقدر ہو گی ۔

اپریل فول کے نام پر انسانیت سے انتہائی بھونڈے مذاق

بقلم :- محمد امین الرشید سیتامڑھی
ممبر :- پاسبان علم و ادب

عام طور پر ”اپریل فول“ کو ایک بے ضرر اور سادہ سا مذاق تصور کیا جاتا ہے ؛ لیکن یہ بے ضرر اور سادہ مذاق نہیں ہے، اگر اس کے تاریخی پس منظر کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تب بھی یہ جھوٹ، فریب اور استہزا جیسے بڑے گناہوں کا مجموعہ ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پسند نہیں ہے کہ مسلمان ان گناہوں میں مبتلا ہوں ، ایک اور گناہ جو ان تمام گناہوں کے نتیجے میں سرزد ہوتا ہے وہ ایذاء مسلم کا گناہ ہے ، آپ خواہ جھوٹ بولیں ، یا فریب دیں یا مذاق اڑائیں ،اس سے مسلمان کو تکلیف ضرور پہنچے گی اور ایذاءِ مسلم کتنا بڑا گناہ ہے اس کا اندازہ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے لگایا جاسکتاہے ، فرمایا:وَالَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ بِغَیۡرِ مَا اکۡتَسَبُوۡا فَقَدِ احۡتَمَلُوۡا بُہۡتَانًا وَّاِثۡمًا مُّبِیۡنًا ” اور جو لوگ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو بغیر کسی جرم کے ایذاء پہنچاتے ہیں وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔“(الاحزاب:58)

”اپریل فول انگلش کا اسم ہے اس کا معنٰی(اپریل کا) احمق ہے اور حقیقت یہ ہے کہ انگریزوں میں دستور ہے کہ اپریل میں خلاف قیاس دوستوں کے نام مذاقاً بیرنگ خط،خالی لفافے میں یااوردل لگی کی چیزیں لفافے میں رکھ کر بھیجتے ہیں۔ اخبارو ں میں خلاف قیاس خبریں چھاپی جاتی ہیں۔جولوگ ایسے خطوط لے لیتے ہیں یااس قسم کی خبر کو معتبر سمجھ لیتے ہیں وہ اپریل فول قرارپاتے ہیں۔ اب ہندوستان میں بھی اس کارواج ہو گیاہے اورانہیں باتوں کواپریل فول کہتے ہیں“۔

اپریل فول کا آغاز:

مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ لکھتے ہیں :اس رسم کی ابتداء کیسے ہوئی ؟اس بارے میں مؤرخین کے بیانات مختلف ہیں ،بعض مصنفین کا کہنا ہے کہ فرانس میں سترہویں صدی سے پہلے سال کا آغاز جنوری کے بجائے اپریل سے ہوا کرتا تھا ،اس مہینے کو رومی لوگ اپنی دیوی وینس(venus)کی طرف منسوب کرکے مقدس سمجھا کرتے تھے ،وینس کا ترجمہ یونانی زبان میں Aphro-dite کیا جاتا ہے اور شاید اسی یونانی نام سے مشتق کرکے مہینے کا نام اپریل رکھ دیا گیا.....لہذا بعض مصنفین کا کہنا ہے کہ چو ں کہ یکم اپریل سال کی پہلی تاریخ ہوتی تھی ،اور اس کے ساتھ ایک بت پرستانہ تقدس بھی وابستہ تھا اس لئے اس دن کو لوگ جشنِ مسرت منایا کرتے تھے اور اس جشن مسرت کا ایک حصہ ہنسی مذاق بھی تھا جو رفتہ رفتہ ترقی کرکے اپریل فول کی شکل اختیار کر گیا ، بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس جشن مسرت کے دن لوگ ایک دوسرے کو تحفے دیا کرتے تھے ،ایک مرتبہ کسی نے تحفے کے نام پر کوئی مذاق کیا جو بالآخر دوسرے لوگوں میں بھی رواج پکڑ گیا۔(ذکر وفکر :66)

اس کے علاوہ بھی مفتی تقی عثمانی صاحب نے انسائیکلو پیڈیا آف بر ٹانیکا کے حوالے سے اور بھی واقعات لکھیں ہیں جس میں ایک رومی اور یہودی کا حضرت عیسیؑ کے ساتھ مذاق کرنا بھی شامل ہے کہ وہی روایات باقی رہ گئیں اور لوگ نا سمجھی میں اس رسم بد کا حصہ بنتے چلے جارہے ہیں۔

جھوٹ نفاق کی نشانی ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سختی سے ممانعت فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر، فلیقل خیرًا أو لیصمت جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے

اسے چاہیے کہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے، مزید براں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر خصوصی طور پر لعنت فرمائی ہے جو جھوٹ بول کر لوگوں کو ہنساتا ہے۔ آج کل لوگ مزاح کے نام پر انتہائی جھوٹ گھڑتے ہیں اور لوگوں کو جھوٹے لطائف سنا کر ہنساتے ہیں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اقوال مبارکہ کی روشنی میں اپریل فول جیسی باطل رسوم وروایات کو اپنانے اور ان کا حصہ بن کر لمحاتی مسرت حاصل کرنے والے مسلمانوں کو سوچنا چاہیے کہ ایسا کر کے وہ غیر مسلم مغربی معاشرے کے اس دعوے کی تصدیق کرتے ہیں جس کی رو سے لوگوں کو ہنسانے، گدگدانے اور انکی تفریح طبع کا سامان فراہم کرنے کے لیے جھوٹ بولنا انکے نزدیک جائز ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق جھوٹ کے ذریعے لوگوں کو دھوکہ دینا اور انہیں تفریح فراہم کرنا اور ہنسانا سخت موجبِ گناہ ہے۔
عقل اور شرافت بھی اس کو غلط قرار دے گی کہ مذاق کے لئے جھوٹ کا سہارا لیا جائے اور کسی انسان کو پریشان کیا جائے۔اور مسلمان کو تو شرعی اعتبار سے بھی یہ اپریل فول منانا جائز نہیں ہو گا کیوں کہ یہ کئی ایک گناہوں کا مجموعہ بھی ہے اور اسلامی تعلیمات کے خلاف بھی ہے۔اسلام ایک آفاقی مذہب ہے۔ اس نے زندگی کے تمام شعبہ جات کے لیے اپنے ماننے والوں کو بہترین اور عمدہ اصول وقوانین پیش کیے ہیں۔ اخلاقی زندگی ہو یا سیاسی، معاشرتی ہو یا اجتماعی اور سماجی ہر قسم کی زندگی کے ہر گوشہ کے لیے اسلام کی جامع ہدایات موجود ہیں اور اسی مذہب میں ہماری نجات مضمر ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات اور اسوۂ مصطفوی کے مطابق زندگی گزارنے اور یہود ونصاریٰ کی تقلید سے پرہیز کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین

بھارت کی پہلی بلٹ ٹرین " وندے بھارت "

بقلم :- مولنا ضیاء الحق خیر آبادی (حاجی بابو)
ممبر :- پاسبان علم و ادب

جمعیۃ علماء ہند نے۱۵ ۱۶ دسمبر ۲۰۱۸ء کو مولانا سید محمد میاں دیوبندی پر ایک سیمینار منعقد کیا، جس کا کنوینر مجھے بنایا گیا۔ سیمینار کے مقالات شائع ہونے کے بعد مجھے دعوت دی گئی کہ ۲۷ مارچ ۲۰۱۹ء کو اس کا رسم اجرا ہے ، آپ کو اس میں شریک ہونا ہے ، اس پروگرام میں شرکت ہوئی ۔ اس وقت اس کی تفصیلات میرا موضوع نہیں ہے ، بلکہ مجھے اس ٹرین کے بارے میں بتانا ہے جس سے میری واپسی ہوئی تھی ۔ جب دہلی کا پروگرام بنا تو واپسی کے لئے کسی ٹرین میں ٹکٹ نہیں مل رہا تھا ، میرے عزیز دوست مولانا نوشاد احمد معروفی جن کی معلومات ....باوجود سفر نہ کرنے کے .....ٹرین کے سلسلہ میں مجھ سے زیادہ ہیں ، انھوں نے کہا کہ وندے بھارت نام کی ایک ٹرین (جس کا نمبر 22436 ہے) سے ٹکٹ بنوالیں ، اس میں جگہ خالی ہے ۔ پہلے مجھے تردد ہوا کہ اس مین برتھ نہیں ہے صرف سیٹنگ ہے ، اور سفر ۸ گھنٹہ کا ہے ۔ لیکن دوسرا کوئی آپشن بھی نہ تھا ، اس لئے اس سے ٹکٹ بنوا لیا ، دہلی سے بنارس تک کا ٹکٹ 1755 /=روپیہ کا تھا ۔

دہلی سے صبح ٦ بجے یہ ٹرین کھلتی ہے ، درمیان میں کانپور اور الہ آباد میں دو دو منٹ کا اسٹاپ ہے ۔ صبح اپنی فجر کی نماز پڑھ کر ساڑھے پانچ بجے نئی دہلی ریلوے اسٹیشن پہنچ گیا۔ پلیٹ فارم نمبر ١٦ پر ایک شاندار قسم کی جاذب نظر ٹرین کھڑی تھی ۔ اس میں ١٦ کوچ ہیں ۔ اس ٹرین کے دو درجے ہیں ، اے سی چیر کار جس کے کوچ کو C کہتے

ہیں ، دوسرا EC یہ اکنانومی اے سی کلاس ہے ، اس کا کرایہ 2700/= روپیہ ہے ۔

میرا کوچ C 1 تھا، جو انجن سے بالکل متصل تھا ۔ ٹرین میں داخل ہونے کے بعد احساس ہوا کہ جیسے کسی کمرے میں آگیا ہوں ۔ نہایت آراستہ کیبن ، اس میں ۴۸ سیٹیں تھیں ، جو کافی کشادہ تھیں ، اور درمیان میں چلنے پھرنے کی بھی جگہ تھی ۔ اس ٹرین کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے دروازے آٹومیٹک ہیں ، چھ بجے سے پانچ منٹ پہلے اعلان ہوا کہ جن لوگوں کو سفر نہیں کرنا وہ ٹرین سے اتر جائیں اس لئے کہ دروازے بند ہونے کے بعد کھل نہیں پائیں گے۔

بعد میں ٹی ٹی نے بتایا کل کانپور سے دہلی کے لئے ایک خاتون سوار ہوئیں ، ان کے دو ملازم پہنچانے آئے تھے ، عورتوں کی عادت کے مطابق وہ ملازموں کو حکم دے رہی تھیں کہ یہ سامان ٹھیک کرو ، وہ سامان وہاں رکھو ، اتنے میں دروازے بند ہوگئے اور دونوں دہلی گئے اور ۳۵۰۰ روپئے دونوں کی الگ الگ فائن دینی پڑی۔

ٹرین ٹھیک چھ بجے روانہ ہوئی ، اس کی منظور شدہ اسپیڈ ۱۶۰ کلومیٹر فی گھنٹہ ہے ، لیکن پورے راستہ میں کہیں ۱۳۰ کلومیٹر سے زیادہ نہیں چلی ، ایسا ٹریک کی وجہ سے کیا گیا ، دہلی سے الہ آباد تک ۱۳۰ کلومیٹر اور الہ آباد سے بنارس تک ۱۰۰ کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلی ۔ چونکہ کیبن انجن سے متصل تھا ، اس لئے جاکر دیکھا کہ ٹرین کیسے چلتی ، فوٹو لینا چاہا تو ڈرائیورنے کہا کہ فوٹو الائیو نہیں ہے ۔

پوری ٹرین اے سی ہے ، ہر کوچ میں ابتدا اور انتہا میں ٹی وی اسکرین لگی ہوئی ہے

جس پر ٹرین کی رفتار ، متعلقہ اسٹیشن اور دوسری معلومات نشر کی جاتی تھیں ۔

چائے ، ناشتہ اور کھانا سب بہت معیاری تھا ۔ سیٹ پر بیٹھ کر تو رفتار کا بالکل اندازہ نہیں ہورہا تھا ، بلکہ لکھنے میں بھی کوئی خاص دقت نہیں تھی ۔ لیکن جب ڈرائیور کے پاس جاتا اور سامنے دیکھتا تو رفتار کا صحیح اندازہ ہوتا ، رفتار دیکھ کر دل دہل جاتا تھا ،اور جلد ہی سیٹ پر آجاتا تھا ۔
ٹرین میں پانی کی جو ٹونٹیاں لگی ہیں ، وہ بھی ہاتھ اس کے نیچے کیجئے تو پانی آتا ہے ، اوپر سے اینٹھتے رہنے سے کچھ نہ ہوگا۔ ٹوائلٹ بھی دو قسم کے تھے ، ایک عام لوگوں کے لئے ، دوسرا معذورین کے لئے ۔ اس کے دروازے آٹومیٹک ہیں ، سامنے جانے پر کھل جاتے ہیں اور اندر جانے کے کچھ دیر بعد بند ہوتے ہیں ۔ اس کے بعد ایک ہری بٹن کے دبانے کے بعد کھلتے ہیں ۔
ہر کوچ اور ہر دروازے کے دونوں طرف سی سی ٹی وی کیمرے لگے ہوئے ہیں ، چونکہ اس کے دروازے آٹومیٹک ہیں اس لئے سامان کی چوری کا امکان نہیں کے برابر ہے ، اس لئے کہ کوئی سامان چرا کر چلتی ٹرین سے اتر نہیں سکتا ، اور کیمرے کی زد میں رہے گا۔ ہر اسٹیشن پر ٹرین وقت سے پہلے پہنچی ۔ فلائٹ کی طرح اس میں حسب منشا اے سی کی کولنگ کم و بیش کرواسکتے ہیں ۔
میں مولانا نوشاد معروفی کا شکر گزار ہوں کہ ان کی برکت سے ایک اچھی ٹرین سے واقفیت ہوئی ۔ ٹرین اپنے مقررہ وقت دو بجے سے ۱۵ منٹ پہلے بنارس آگئی۔ بنارس سے دہلی کا وقت ۳ بجے بنارس سے کھلنے کا وقت ہے اور گیارہ بجے رات میں پہنچنے کا ۔

ضیاء الحق خیر آبادی (حاجی بابو) یکم اپریل ۲۰۱۹ء

اتحاد

بقلم :-مولانا محمد یاسر قاسمی مبارکپوری
صدر جمعیت علماء اعظم گڑھ

اتحاد ایک زنجیر ہے،اتحاد ایک رسی ہے،اتحاد زندہ قوموں کی علامت ہے،اتحاد ترقی ہے،اتحاد عروج ہے،اتحاد کے لئے تواضع لازم ہے،اتحاد کے لئے ذہنی ہم آہنگی بھی ضروری ہے، اتحاد کے لئے آرزوئیں پامال کرنا پڑتی ہیں،اتحاد کے لئے دوست دشمن کو پہچانا پڑتا ہے،اتحاد کے لئے قربانیاں دینی پڑتی ہیں،انا کی فنائیت کے بغیر حقیقی اتحاد محض سراب ہے،اگر اتحاد ہے تو ہندوستانی مسلمان محفوظ و مامون ہے،اگر اتحاد ہے تو مسلمان سر بلند ہے،اگر اتحاد ہے تو مسلمان باعزت ہے،اتحاد طاقت بھی ہے،رعب ودبدبہ بھی،اتحاد میں حیات ہے،انتشار میں موت،زندہ قومیں متحد ہوکر زندگی کے مزے لوٹ رہی ہیں، ہم منتشر ہوکر فریاد رسی کے طالب ہیں،مگر ہائے مرنے والے کی مدد کون آتا ہے،نہ کانگریس نہ سپا نہ بسپا،نہ اپنا نہ پرایا،ہندوستانی مسلمانوں کی سیاست کے جنازہ کی تیاری مکمل ہوچکی ہے،بس تدفین باقی ہے--

محمد یاسر قاسمی مبارکپوری

زکوۃ فاؤنڈیشن مسلم نوجوانوں کے لئے امید کی ایک کرن

بقلم :-مولانا مہدی حسن عینی قاسمی
ڈائریکٹر دیوبند اسلامک اکیڈمی

یو.پی.ایس.سی امتحانات 2018 کے نتائج سامنے آچکے ہیں،761 میں سے 28 مسلم طلباء نے کامیابی حاصل کی ہے،

زکوٰۃ فاؤنڈیشن آف انڈیا کی رہنمائی اور تربیت کے نتیجہ میں اس سال 18 مسلم امیدوار UPSC امتحانات میں کامیاب رہے ہیں۔ اس فاؤنڈیشن کے سب سے ذہین امیدوار 2009 کے آئی. اے. ایس ٹاپر جموں وکشمیر کے شاہ فیصل رہے ہیں۔ جو اب خود اس ادارے کے ساتھ جڑ چکے ہیں.

زکوٰۃ فاؤنڈیشن کے بانی و صدر ڈاکٹر ظفر محمود جو یوپی کے بہرائچ کے رہنے والے ہیں، سابق انکم ٹیکس چیف کمشنر ظفر محمود صاحب خود ایک قابل آئی.ایس افسر رہ چکے ہیں،وہ سعودی عرب میں واقع ہندوستانی سفارت خانہ کے سکریٹری بھی رہ چکے ہیں، سابق وزیر اعظم منموہن سنگھ کے ساتھ وہ خصوصی ڈیوٹی آفیسر کے طور پر کام بھی کرچکے ہیں، منموہن سنگھ نے انہیں سچر کمیٹی کا رکن بنایا تھا،

ڈاکٹر صاحب کے بقول ہندوستانی مسلمانوں نے اکثر و بیشتر مسائل ملکی انتظامیہ میں ان کی عدم نمائندگی کی وجہ سے ہیں،اسی کو مد نظر رکھتے ہوئے انہوں نے 1997 میں زکوٰۃ فاؤنڈیشن آف انڈیا کے نام سے ایک ادارہ شروع کیا جس نے ابتدا میں تعلیمی و رفاہی میدان میں کام شروع کیا،

دس سال کی جد و جہد کے بعد زکوۃ فاؤنڈیشن نے **سرسید کوچنگ اینڈ گائیڈنس سینٹر** کے نام سے دہلی میں سول سروس کے امتحان کی تیاری کے لئے ایک ادارہ قائم کیا

جو 2008 سے مسلسل ملک کے اس مشکل ترین امتحان کے لئے مسلم امیدواروں کو تیار کرتا رہا ہے۔ڈاکٹر ظفر محمود نے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ سچر کمیٹی کی اس رپورٹ کے بعد کہ مسلمان ملک کے حکمرانوں میں کم نمائندگی کے سبب ہر شعبہ میں پیچھے ہیں' یہ خیال ذہن میں آیا تھا۔انھوں نے یہ بھی کہا تھا کہ سیول سرونٹس 90 فیصد فیصلہ سازی کی ریڑھ کی ہڈی ہوتے ہیں جہاں مسلم برادری کی نمائندگی کم تھی لہٰذا ہم نے سوچا کہ ہم مسلم برادری کے آئی اے ایس امیدواروں کو تربیت فراہم کرتے ہوئے کچھ تبدیلی لاسکتے ہیں۔

زکوۃ فاؤنڈیشن کی جانب سے اورینٹیشن پروگراموں کے ذریعہ ملک بھر سے ذہین ترین افراد کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ پھر انہیں ممکنہ طورپر بہترین کوچنگ فراہم کیا جاتا ہےاور ان کی مانیٹرنگ کی جاتی ہے۔ فاؤنڈیشن 'کوچنگ کے اخراجات برداشت کرتا ہے اور امیدواروں کو ہاسٹل کی سہولت اور دیگر ضروری انفراسٹرکچر فراہم کرتا ہے۔ وہ تقریباً 6 فیصد ضرورت مند امیدواروں کو کھانا بھی فراہم کرتا ہے۔ فاؤنڈیشن ہر سطح کے امتحان کے لئے تقریباً 50 امیدواروں کی مدد کرتا ہے۔

زکوٰۃفاؤنڈیشن خصوصی عطیات پر چلایا جاتا ہے۔

اس کی ویب سائٹ پر موجود تفصیل کے مطابق ہندوستان و دنیا کی کئی تنظیمیں و مؤقر ادارے اس کے پارٹنر ہیں، یہ کام گذشتہ 10 سال سے جاری ہے اور خدا کا شکر ہے کہ فاؤنڈیشن نمایاں تبدیلی لانے میں کامیاب رہا ہے۔ گذشتہ چند سالوں کے دوران امتحانات کے لئے اہل قرارپانے والے مسلم طلبا کی تعداد میں بھی اضافہ درج کیا جارہا ہے.

زکوۃ فاؤنڈیشن کے سال 2018 بیچ میں کل 38 طلباء تھے جن میں سے 18 نے یو.پی.ایس.سی کوالیفائی کرلیا ہے.

28 کی تعداد اگرچہ بہت کم ہے کیونکہ سول سروسز میں مسلمانوں کی نمائندگی 2.5 فیصد ہے جب کہ مسلمانوں کی آبادی 14 فیصد سے زائد ہے۔
لیکن پھر بھی زکوۃ فاؤنڈیشن کی یہ کاوش ایک خوش آئند اور قابل تقلید پہلو ہے.
دس سال کے اس قلیل عرصہ میں زکوۃ فاؤنڈیشن کے تربیت یافتہ 102 طلباء سول سروس کے لئے منتخب ہوئے ہیں جو اس ادارے کی کامیابی کی بین دلیل ہے.
ایسے وقت میں جبکہ مسلمان اس ملک کا سب سے مظلوم شہری بنتا جارہا ہے،.
ملک کا مسلمان فسادات،
غریبی،بے روزگاری اور سسٹم کی مار کا شکار ہے
خود کو بااختیار بنانے کے لئے ملکی انتظامیہ میں اپنی نمائندگی بڑھانی ہوگی اور اس جانب ملت کے رہنماؤں و تنظیموں کو توجہ دینی ہوگی.
ڈاکٹر ظفر محمود صاحب اور زکوۃ فاؤنڈیشن کی پوری ٹیم ملت اسلامیہ ھند کی جانب سے مبارکباد اور شکریہ کے مستحق ہیں.
اللہ تعالی ان حضرات کو حوصلہ و ہمت دے،راہ کی رکاوٹوں کو دور فرمائے اور ملک کے تمام شعبوں میں مخلص و قابل مسلم نوجوانوں کی نمائندگی کی راہیں آسان فرمائے. آمین

مہدی حسن عینی قاسمی
ڈائریکٹر دیوبند اسلامک اکیڈمی

،، مسجدوں پر حملے کیوں. ؟

بقلم :-مولانا شفیق قاسی اعظمی
مؤسس :- پاسبان علم و ادب

دشمنان اسلام کو بخوبی علم ہے کہ مسجد ایک ایسی جگہ ہے جہاں سے مسلمانوں کے اندر ایمانی اور عملی حرارت و قوت پیدا ہوتی ہے، ایسی سپریم کورٹ ہے جہاں سے اہل ایمان کے پیچیدہ اور الجھے ھوے مسائل حل ہوتے ہیں، ایسی تربیت گاہ ہے جہاں سے توحید کی علم برداروں کی ٹیم تیار ہوتی ھے، ایسی آماجگاہ ہے جہاں سے فرزندان اسلام کی وہ کھیپ تیار ہوتی ھے جو وقت پڑنے پر دشمنوں سے نبرد آزماں ہوسکے اور دفاعی و اقدامی پوزیشن اختیار کرسکے، یعنی مسجد صرف نماز و تلاوت کے لئے نہیں ہوتی بلکہ وہ بیک وقت مدرسہ، یونیورسٹی ، سپرم کورٹ، کمین گاہ، تربیت گاہ، اور زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی کا مرکز ہے، انہیں پتہ ہے کہ نارمل حالت میں مسجد کی ایک پکار پر دن میں پانچ بار پورا محلہ اور ھفتہ میں ایک بار پورا گاؤں اور شہر جمع ہوسکتا ہے تو ہنگامی صورت حال میں یقینا ایک طوفان مسجد کے فلیٹ فارم سے برپا کرسکتے ہیں،لھذا اس امکان سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مسجد سے دوری پیدا کرنے اور رابطہ منقطع کرنے کے لئے ایک ایسی پلاننگ کی گئی ھو کہ خود بخود مسلمانوں کا رشتہ مسجد سے ٹوٹ جاے ، مسجدوں میں جانے سے خوف زدہ ہوجائیں، اجتماعیت مشکل ھو جاے، انفرادیت کا شکار ہوکر رہ جائیں، شعار مٹ جاے، پہچان ختم ھاجاے اور مسلم معاشرے کا شیرازہ بکھر جاے، اور ایک غیر معروف اور اجنبی قوم بن کر مظلومیت اور محکومیت کا طوق گلے میں ڈال کر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوناپڑے ۔

اہل باطل اسلام سے خوف زدہ ہیں..

بقلم :-مولانا محمد خالد اعظمی قاسمی
ترجمان :- پاسبان علم و ادب

آج پوری دنیا میں خصوصاً یورپین ممالک میں اسلام تیزی سے لوگوں کے دلوں میں گھر کررہا ہے.
برق رفتاری سے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہورہے ہیں.
تین خداؤں کی پرستش کرنے والے عیسائی ایمان کی دولت سے مالا مال ہورہے ہیں چرچ مسجدوں میں تبدیل ہورہے ہیں مسجدیں آباد ہورہی ہیں بر سر محفل اپنے جسموں کی نمائش اور نیلام کرنے والی عورتیں پردہ کررہی ہیں گھروں میں اسلامی ماحول بن رہا ہے..نوجوان اسلام کی جانب مائل ہورہے ہیں چہرے سنت رسول سے آراستہ نظر آرہے ہیں مرد عورت نوجوان بچے اور بچیاں اسلام کی طرف کشاں کشاں چلے آرہے ہیں
کیوں کہ انھیں معلوم ہوچکا ہے کہ دلوں کا سکون اسلام ہی کی چھاؤں میں مل سکتا ہے
اسلام کے چراغ کو گل کرنے والے اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود ناکام ہیں اسلام کو برق رفتاری سے پھیلتا ہوا دیکھ کر ان کی نیندیں حرام ہورہی ہیں
وہ دیکھ رہے ہیں کہ اگر اسلام کی قبولیت کی یہی رفتار رہی تو عالمی برادری پر ان کی داداگیری ختم ہوجائے گی اس لئے وہ اسلام کے خلاف نت نئی سازشوں کا جال بچھارہے ہیں کبھی قرآن کی بے حرمتی کرتے ہیں کبھی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و سلم کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں. کبھی مسلمانوں کی عبادت گاہوں کو

نشانہ بناتے ہیں تو کبھی اللہ کے گھر میں اللہ کی عبادت کرنے والے نہتے نمازیوں کو گولیوں سے بھون دیتے ہیں.

لیکن شاید انھیں یہ معلوم نہیں ہے کہ

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے.

اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے.

یہ سمجھتے ہیں کہ ہم مسجدوں میں کچھ نمازیوں کو شہید کرکے دوسرے مسلمانوں کو خوف زدہ کردیں گے تاکہ وہ مسجدوں کا رخ نہ کریں.

لیکن شاید انھیں یہ معلوم نہیں کہ مرنے والے تو شہید ہوگئے اللہ نے ان کے لئے شہادت مقدر کی تھی وہ شہادت کے مقام بلند سے سرفراز ہوگئے.

لیکن تمہاری اس دہشت گردی اور درندگی سے مسلمان خوف زدہ نہیں ہونگے مسجدیں ویران نہیں ہونگی بلکہ اب اور زیادہ آباد ہونگی اسلام اور تیزی سے پھیلے گا.

اور یورپ کے کلیساؤں سے اذان کی صدائیں بلند ہوگی تلاوت قرآن کی آوازیں آئینگی. مسجدوں کی تعداد میں اور اضافہ ہوگا مسجدوں میں آنے والوں کی تعداد اور زیادہ ہوگی اہل مغرب کے گھروں میں اسلام دستک دے گا. اب تک کی تاریخ اسی بات کی شاہد ہے.

تم اپنی پھونکوں سے اسلام کے چراغ کو گل کرنے کی کوشش کررہے ہو جبکہ اللہ اسلام کے نور کو اور زیادہ عام و تام کریگا. ان شاء اللہ

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے. : وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے...

شیخ محمد خالد اعظمی

نیوزی لینڈ کی وزیراعظم جاسنڈا کے لیے دعا

بقلم :-مولانا فضیل احمد ناصری القاسمی
استاد :- جامعہ الامام محمد انور شاہ دیوبند

گہر سے کر دے مالا مال جاسِنڈا کے دامن کو
خدایا دیں عطا فرما تو اس خاتونِ آہن کو

یہ وہ بندی ہے تیری، جس نے دل جیتا ہے امۃ کا
سجایا ہے ترے ناموں سے اس نے اپنے گلشن کو

اسی سے ارضِ نیوزی لینڈ میں تیری اذاں گونجی
ملی پھر راہ اس سے امنِ انسانی کے ساون کو

زمانے بھر کے بوجہلوں کو وہ آئینہ دکھلایا
کہ رستہ مل گیا سیدھا، جہاں کے سارے رہزن کو

بتایا اس نے عالم کو، قیادت کس کو کہتے ہیں
کیا کوتاہ قامت اس نے افرنگی مہاجن کو

مسلمانوں کے گھاؤ مندمل ہیں اس کے مرہم سے
وہ عیسائی ہے، پر حیرت میں ڈالا ہے بَرَہمن کو

شرافت، خوش بیانی، خندہ پیشانی، اماں کوشی
مسیحی ہے، مگر رکھتی ہے آگے حق کے درپن کو

منور کر دے نورِ ملتِ بیضا سے دل اس کا
جِلا دے شمعِ حق سے ملتِ عَوجا کے آنگن کو

ہدایت ہے الٰہی صرف تیرے دستِ قدرت میں
اگر چاہے تو کر سکتا ہے تو رشکِ چمن بن کو

افرنگی مہاجن: یعنی امریکہ۔ **ملتِ عوجا:** یعنی دنیائے کفر

شیخ الاسلام پر حملہ اسلام پر حملہ ہے

بقلم :-مفتی شرف الدین عظیم قاسمی
امام و خطیب گونڈی ممبئی

شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ رعاہ اس وقت روئے زمین پر اسلام کا روشن نمونہ ہیں۔
ان پر حملہ در حقیقت اسلام پر حملہ ہے۔
اسلام دشمن عناصر اور انسانیت کے دشمن کو گوارا نہیں ہے کہ اس کرہ ارض پر اسلام کی روشنی باقی رہے۔وہ ہر قیمت پر چاہتے ہیں کہ اسلام کا سورج بے نور ہو جائے۔
اس ہدف کے لئے وہ شیطانیت پر اتر آتے ہیں،شیخ الاسلام پر حملہ اسی سلسلے کی سیاہ کڑی ہے'۔
یہ جنگلی اور وحشی ہیں،اپنے گھناؤنے عمل سے یہ حیوانیت کا ثبوت دیتے ہیں۔
یہ شیطانوں کے ایلچی ہیں۔دجالوں کے چمچے ہیں'۔۔انسانیت کے قاتل ہیں۔۔
خدا اورسول کے دشمن ہیں۔
انہیں کون سمجھائے کہ تمہارے ابلیسی کرداروں سے اسلام کے چراغوں کو بجھایا نہیں جاسکتا۔
اسلام کا کارواں چودہ صدیوں سے سفر طے کررہا ہے اور پوری شان سے قیامت تک سفر کرتا رہے گا۔

شرف الدین عظیم قاسمی

عظمتوں کا گلستان ہمارا پاسبان

بقلم :-مولانا عبداللہ اعظمی کٹولی کلاں
ممبر ؛- پاسبان علم وادب

واٹساپ کے اس دور میں نہ جانے کتنے گروپ روزانہ بنتے ہیں، اور کچھ ہی دنوں میں اپنی معنویت کھو کر یا تو بے رنگ ہو جاتے ہیں یا ختم لیکن شوشل میڈیا کی اس بھیڑ میں ،، پاسبان علم و ادب،، کے نام سے بھی ایک روشن ستارہ طلوع ہوا ،اس کی پشت پر اخلاص کا سرمایہ تھا عزم مصمم کی دولت تھی تعمیری جذبوں کی دولت تھی ،،ان انمول اور قیمتی اثاثوں کے ساتھ اس نے سفر کا آغاز کیا اور کامیابی کی شاہراہ پر اس طرح برق رفتاری کے ساتھ محو سفر ہوا کہ ہر سو چھائی ہوئی زرق برق محفلیں اس کے نقش پا کو دیکھتی رہ گئیں

اس کی ترقی کا سب سے روشن ثبوت یہ ہے کہ دنیائے واٹس ایپ کے بہت سارے گروپ اس کے رنگ و آہنگ کی تقلید اور اس کے فکر و فن کی خوشہ چینی کرتے ہیں..

اس طرح یہ گروپ اپنے لیے نیا راستہ بناتا ہوا ذہن و فکر کی بلندیوں سے متجاوز ہو کر سوادے جذبہ احساس میں پھیل کر بحر بیکراں بن گیا...

یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی گرفتہ دل شخص آسماں نے پاسبان کے نیلگونی اور اس کے ستاروں کی بے نقاب درخشندگی کارواق کے دل کے دریچوں کو کھول کر نظارہ کر لے

تو اس کے گوشہ ہائے خاطر افسردگیوں اور گرفتگیوں سے کتنے ہیں غبار آلود کیوں نہ ہو اس کے ستاروں کی خنداروی کو دیکھ کر ہوا ہو جائیں گے......

یقیناً اس بزم کے شرکاء اس کی پیشانی کا نور اور اس کے قدح خوار اس کے آبگینوں کی آبرو ہیں....

چمنستان پاسبان میں کئ طرح کے موسموں کا بسیرا ہے کبھی ہلکی ہلکی پھوار پڑنے سے پھولوں کی خوشبو اس کی فضا میں دوڑ پڑتی ہے، جس سے مرغان چمن خوش الحانی سے دل و دماغ کو مسحور کرنے لگتے ہیں، تو کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تلخیوں کی شوریدگی سے سبزے مرجھانے لگتے ہیں..

لیکن فصل بہار کے بالمقابل خزاں کی عمر اس گلشن میں بہت مختصر ہے اس لئے اس کا ہر درخت سرسبز وشاداب اور ہر پھول معشوق کے رخسار کی طرح سرخ ہوتا ہے....

اس رنگارنگ وادی میں جہاں علم ومعرفت کے موتی لٹائے جاتے ہیں وہی طنزومزاح اور بذلہ سنجی کی باتوں سے مغموم لبوں پر تبسم بھی بکھیرے جاتے ہیں..

کبھی رحم و کرم کی موجیں انگڑائیاں لیتی ہیں،تو کبھی نوک جھونک کے بادل گرجنے اور بجلیاں کڑکنے لگتی ہیں...

اس گروپ کی بہت ساری خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی ہے کہ یہ صرف تفریح

طبع ہی تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس کی لازوال خدمات زمینی سطح پر بھی پھیلی ہوئی ہیں، جس سے ہر جدیدوقدیم شخص پوری طرح واقف ہے....

اس بزم دل نواز کی شیرازہ بندی کرنے والے ایڈمین اعلی ہم سب کے محترم مولانا شفیق صاحب قاسمی کو ہم دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں..

خدا کرے کہ مرے پاسبان میں اترے
وہ فصل گل جسے اندیشہء زوال نہ ہو

یہاں جوسبزہ کھلے وہ کھلا رہے صدیوں
یہاں خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو

ندوۃ العلماء اور فلسفہ لحیہ

بقلم :-مولانا عبدالمالک بلند شہری
ممبر :- پاسبان علم و ادب

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ علم و فن اور رشد و ہدایت کا وہ عظیم مرکز اور اہم ادارہ ہے جس نے روز اول ہی سے درستگی نظام تعلیم، اصلاح نصاب، رفع نزاع باہمی کے ساتھ ساتھ ایمان و عقائد، عبادات، معاشرت، معیشت و تصحیح اخلاق کی گہار لگائی اور مسلم معاشروں میں در آئی غیر اسلامی رسومات، جاہلی رواجات اور ہندوانی رسوم کا قلع قمع کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا... فضلائے ندوہ نے جہاں اپنی پر شکوہ تحریر، جاندار اسلوب اور علمی انداز میں مستشرقین اور اسلام مخالف فکروں کی ریشہ دوانیوں کا تعاقب کیا، ان کی سازشوں کو بے نقاب کیا اور اسلامی تہذیب و ثقافت کی برتری و بالادستی کو واضح کیا وہیں دوسری طرح اپنے قول و عمل، کردار و گفتار، نشست و برخواست اور بود و باش سے مدنی تہذیب اور اسلامی ثقافت کو عام کیا... اکابرین ندوہ نے جن دم توڑتی سنتوں کے احیاء میں نمایاں کردار ادا کیا ان میں تمام انبیاء کی سنت داڑھی بھی ہے...... ندوۃ العلماء جس پر آشوب دور اور خوں آشام حالات میں قائم ہوا تھا وہ ہندوستان کی غلامی اور محکومی کا دور تھا... فرنگی سامراج کا قہر برصغیر کے چپہ چپہ پر جاری تھا.. ان کا تسلط محض اقتصاد و حکومت پر نہیں تھا بلکہ اس وقت کی عوام ذہنی طور پر بھی ان کی اسیر تھی. فرنگیوں کی تہذیب کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا اور اسے اپنا کر خوشی محسوس کی جاتی.... خوردو نوش، لباس، وضع قطع، عادات و اطوار غرض ہر چیز میں ان کی اندھی تقلید اور پیروی کی جاتی.. ملک کا ایک طبقہ ہر معاملہ میں فرنگیوں کے آستانہ پر حاضری دیتا ور اپنے پیچیدہ مسائل کی گتھی سلجھا کر

ذہنی سکون حاصل کرتا.... مسلمانوں کی اس حالت زار پر قوم و ملت کے غیور علماء کڑھتے اور سلگتے اور بساط بھر کوشش کرکے انہیں قعر مذمت میں گرکر ہلاک ہونے سے بچاتے تھے.. اسلامی تہذیب و ثقافت اور مدنی سرمایہ کی حفاظت کی کے لئے دارالعلوم دیوبند، مظاہرعلوم، ندوۃ العلماء، پرسنل لاء بورڈ، تبلیغی تحریک وغیرہ جیسی ہمہ گیر تحریکیں وجود میں آئیں... . اس دور میں علمائے ندوہ نے دیگر مکاتب فکر کے شانہ بشانہ رہتے ہوئے مسلمانوں کو اسلامی سرچشمہ، نبوی تہذیب، اسلامی وضع قطع سے منسلک رہنے کی دعوت دی اور ان کے سامنے اپنی تقریروں، تحریروں میں فرنگی تمدن کی خامیوں کو واشگاف انداز میں بیان فرمایا...... جس سے الحمد للہ ماحول میں قدرے سدھار آیا، لوگوں کی توجہ اس اہم سنت کی طرف مبذول ہوئی اور انبیاء و صحابہ و تابعین کی شکل و شباہت اختیار کرنے میں انہیں خوشی محسوس ہونے لگی. علمائے ندوہ نے اقوال کے ساتھ ساتھ افعال سے بھی اس سنت کو زندہ کرنے کا گراں قدر فریضہ انجام دیا. بانی ندوہ مولانا سید محمد علی مونگیری رح(1846.1927)، علامہ شبلی نعمانی رح(1857.1914)، علامہ سلیمان ندوی رح(1884.1953)، علامہ سید ابوالحسن علی ندوی رح (1913.1999)نے تاحیات اس سنت کو سینہ سے لگائے رکھا اور حکمت و دانائی کے ساتھ اپنے متعلقین و منتسبین کو بھی اس کی طرف متوجہ کرتے رہے.. یہ مشاہیر طلبائے ندوہ کو وقتا فوقتا ایمانی صلابت، تمسک بالکتاب، جمال تحریر و تقریر، اطاعت رسول کی طرف متوجہ کرتے اور اپنے اقوال ناصحانہ سے ان کی اسلامی خطوط پر ذہن سازی و سیرت سازی کرتے .الحمد للہ ندوہ کے جملہ نظماء، مہتمین، معتمدین تعلیمات، محدثین اور فقہاء ہمیشہ اس سنت پر سختی سے عمل پیرا رہے اور دوسروں کو تلقین کرتے رہے.... ندوۃ میں آگے چل کر علماء کے مشورہ سے کالجز و یونیورسٹیوں کے طلبہ کو دینی علوم سے بہرہ ور کرنے کے لئے پانچ سالہ کورس کی شروعات کی گئی

جس میں داخلہ لینے کے لئے ملک کی مختلف یونیورسٹیوں اور عصری اسکولوں سے طلبہ امڈ پڑے - یہ ان کے دینی ذوق، اسلامی مزاج اور علم دین سے شغف کی بات تھی.. چونکہ یہ واردین بساط علم و فضل دوسرے ماحول سے آتے تھے اس لئے ان کی وضع قطع غیر شرعی اور لباس نا مناسب ہوا کرتا تھا ان کو داخلہ تو مل جاتا لیکن اساتذہ ان کی اصلاح کی بڑی فکر رکھتے تھے... ظاہر سی بات ہے اصلاح ایک ہی لمحہ میں ہونے کے بجائے بتدریج ہوتی ہے.. . قرآن و حدیث اور سیرت کی کتابوں سے بھی اسی کے اشارہ ملتے ہیں... ان جدید طلبہ کو تحصیل علم دین کا بیش بہا موقع دیا جاتا اور ان کی اسلامی خطوط پر ذہن سازی کی جاتی جس کے نتیجہ میں فرائض کی پابندی نہ کرنے والے تھوڑے ہی دنوں میں فرائض کے ساتھ ساتھ تہجد و نوافل کا اہتمام بھی شروع کردیتے اور واجبات و سنن موکدہ کے ساتھ ساتھ مستحبات اور مباح چیزوں کا بھی خیال کرنے لگتے.. لیکن شو قسمتی یہ رہی کہ اس طبقہ کی وجہ سے بعض دیگر مکاتب فکر کے درمیان ندوہ کے تعلق سے غلط فہمی پیدا ہوئی. انہیں لگا کہ ندوۃ العلماء میں اسلامی وضع قطع پر زیادہ توجہ نہیں دی جاتی بلکہ کہنے والوں نے تو یہاں تک کہا کہ ندوہ مدرسہ نہیں بلکہ کالج ہے .. اس کی شروعات یوں ہوئی کہ کوئی صاحب ایک مرتبہ پہلی دفعہ ندوہ تشریف لائے..؛انہوں نے یہاں کے اساتذہ سے ملاقاتیں کیں، لائبریریاں دیکھیں، اروقہ دیکھے اور طلبہ سے ملے جس سے ان پر خوشگوار اثر پڑا.. .لیکن جب ان کی ملاقات جدید گروہ سے ہوئی تو انہیں یہ دیکھ کر قلبی صدمہ پہونچا کہ ندوہ کے طلبہ داڑھی تراشتے ہیں اور نامناسب لباس پہنتے ہیں.. اس وقت انہوں نے کہا تو کچھ نہیں البتہ ذہن میں شکوک ضرور پال لئے اور محض کم علمی کی بناء پر بدظن ہو کر واپس ہو کر اپنے علاقہ میں لوگوں کو اپنا مشاہدہ بتایا.. اگلی مرتبہ دو چار پھر آئے.. جس سے ان سادہ لوح لوگوں نے سمجھا کہ ندوۃ العلماء داڑھی کے

معاملہ میں جمہور سے جداگانہ رائے رکھتا ہے اور اس کے یہاں داڑھی کی کوئی اہمیت نہیں، وہاں کے طلبہ کھلے عام داڑھیاں تراشتے اور کلین شیو کرتے ہیں..... یہ ندوہ العلماء اور اس کے اکابرین پر صریح بہتان تھا جو اس جدید طبقہ کی بنا پر تیزی سے پھلتا پھولتا گیا۔حالانکہ یہ ایسی بات تھی جو اپنے جلو میں شمہ بھر بھی سچائی نہیں رکھتی تھی. اکابرین ندوہ الحمد للہ قضیہ لحیہ میں شروع سے ہی جمہور اہلسنت و الجماعت کے ساتھ رہے ہیں. یہاں کے مخلص اساتذہ گاہے شفقت سے، گاہے محبت سے، گاہے ناراضگی سے طلبہ عظام کو سنت نبویہ پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے ہیں.....

فقہائے ندوہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ داڑھی رکھنا واجب اور سنت موکدہ ہے .

ایک مشت سے کم تراشنا ناجائز اور حرام ہے. شرعی داڑھی وہی ہے جو ایک مشت ہو... داڑھی کاٹنے والا فاسق اور گنہ گار ہے. اس کی امامت بلاعذر مکروہ ہے. یہ باتیں بغیر حوالہ کے نہیں کہی جارہیں.. فتاوی ندوۃ العلماء ان اہم اور وقیع فتاوی کا مجموعہ ہے جو دارالافتاء ندوۃ العلماء لکھنؤ سے وقتاً فوقتاً صادر کئے گئے ہیں. یہ فتاوی 3 جلدوں پر مشتمل ہیں جن میں بہت اہم مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے اس مجموعہ میں مولانا ناصر علی ندوی لکھنوی رح سابق شیخ الحدیث ندوۃ العلماء لکھنو،،(1933_2007) مولانا مفتی ظہور ندوی اعظمی رح؛ سابق مفتی اعظم ندوۃ العلماء(1927-2016)، مولانا مفتی طارق ندوی رح سابق مفتی دارالافتاء ندوۃ العلماء، مولانا مفتی نیاز احمد ندوی اعظمی مدظلہ مفتی اعظم حال ندوۃ العلماء لکھنو(ولادت 1383 ھ) ، مولانا مفتی برہان الدین سنبھلی مدظلہ شیخ التفسیر ندوۃ العلماء(پ 1938)مولانا مفتی عتیق احمد بستوی مدظلہ معاون دارالافتاء(پ 1954)، مولانا مفتی ظفر عالم ندوی مدظلہ نائب مفتی اعظم ندوۃ العلماء(پ 1966) مولانا مفتی مستقیم ندوی مدظلہ مفتی دارالافتاء ندوۃ العلماء (پ 1966) اور مولانا مفتی سید مسعود حسن حسنی ندوی مدظلہ (پ 1975) جیسے ماہرین

فن اور فقہائے ندوہ کے فتاوی ہیں اس کی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر (361) پر یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اذان و اقامت باشرع آدمی کو کہنی چاہئے، داڑھی کاٹنے والا فاسق ہے اور فاسق کی اذان و اقامت مکروہ ہے.. اسی طرح جلد 2 صفحہ نمبر (339)پر لکھا ہے کہ ایک مشت سے کم داڑھی کاٹنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی.. صفحہ نمبر (340) پر لکھا ہے کہ یکمشت سے کم داڑھی رکھنا عمل فسق اور خلاف سنت ہے، صفحہ (341) پر صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ داڑھی رکھنا سنت موکدہ ہے.. =343) پر لکھا ہے کہ داڑھی کاٹنے والا فاسق ہے، صفحہ نمبر (344) پر درج ذیل عبارت لکھی ہوئی ہے.. مردوں کے لئے داڑھی رکھنا واجب ہے، داڑھی اسلامی شعار ہے، تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت مستمرہ ہے، آں حضرت صلی اللہ علیہ اسلم کا ارشاد ہے، اپنی مونچھوں کو چھوٹا کرو اور داڑھی کو گھنی کرو. یعنی مقدار مسنون سے کم نہ ہو اور وہ ایک مشت ہے... واضح ہے کہ مطلق داڑھی رکھنا واجب یے اور ایک مشت رکھنا سنت موکدہ ہے، اس سے کم رکھنا مکروہ تحریمی ہے، یہ فعل فسق ہے. متعدد دیگر جگہوں پر بھی اس کی وضاحت دوسرے انداز میں کی گئی ہے.. جب یہ بات دلائل و براہین کی روشنی میں واضح ہوگئی کہ محدثین و فقہاء ندوہ کے نزدیک یکمشت داڑھی رکھنا واجب ہے تو یہ بھی واضح ہوگیا کہ داڑھی کے تعلق سے موقف ندوہ وہی ہے جو مفتیان کرام نے بیان کیا ہے. اسی وجہ سے ندوۃ العلماء میں داڑھی کا بڑا اہتمام کیا جاتا ہے، تمام اساتذہ الحمد للہ متدین، باشرع اور اسلامی وضع قطع کے حامل ہیں اسی طرح طلباء بھی اس سنت کا اہتمام کرتے ہیں البتہ بعض طلبہ مغربی تہذیب سے متاثر ہوکر نقلی ہیروں کی شباہت اختیار کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں جن پر اساتذہ کا عتاب وقتا فوقتا نازل ہوتا رہتا ہے. اساتذہ کی طرف سے داخلہ کے وقت تمام قاطعین لحیہ سے توبہ کروائی جاتی ہے، عہد و پیمان لیا جاتا ہے اور متشرع و متدین بننے کا وعدہ

لیا جاتا ہے..... الحمد للہ اکثر طلباء اپنے وعدہ کو پورا کر دکھاتے ہیں اور چند کو چھوڑ کر سب ہی متشرع بن جاتے ہیں....... درج ذیل سطور میں حوالوں کے ساتھ ندوۃ العلماء کا موقف بیان کر دیا گیا ہے اس کے باوجود بعض ناہنجار، کم فہم، مغرب پرست اور ٹپوری قسم کے لوگ کالجوں اور یونیورسٹوں میں جاکر نہ صرف اپنے علمی ادارہ کے موقف سے روگردانی اور سنت نبویہ سے پہلو تہی برتے ہیں بلکہ داڑھی کی عظمت، اہمیت، شرعی حیثیت کے منکر، باغی اور اس کا مضحکہ و تمسخر اڑانے والے بن جاتے ہیں جو ادارہ، ملت اور دین کے نام پر کلنک اور بدنما داغ ہوتے ہیں... کتنے افسوس کی بات ہے کہ وہ مدارس جن کو اس لئے بنایا گیا تھا کہ اس کے فضلاء نا مساعد حالات اور مخالف فضا میں سنت کی مشعلیں فروزاں کریں، طوفانوں کا رخ موڑ سکیں، الحاد و دہریت، بددینی اور فسق کی ہوا اکھاڑ سکں وہ خود مغربی ہلاکت خیز سیلاب میں خس و خاشاک کی طرح بہہ جاتے ہیں اور فرنگی تہذیب کی رعنائیوں اور مکاریوں کے جال میں پھنس کر رہ جاتے ہیں. جب کہ دوسری طرف بعض باہمت اور عظیم المرتبت لوگ زمانہ کو چیلینج دینے کی مضبوط طاقت رکھتے ہیں، وہ اپنی قوت ارادی، دینی حمیت اور اسلامی غیرت کی بناء پر ہر ماحول میں اسلامی شمع فروزاں رکھتے ہیں اور باطلی تھپیڑے انہیں اپنی لپیٹ میں لے لینے سے قاصر رہتے ہیں ایسے باہمت، جری اور قابل تقلید لوگوں میں ڈاکٹر شفیق خان ندوی مدظلہ جامعہ ملیہ اسلامیہ نئ دھلی، ڈاکٹر احتشام احمد ندوی، استاذ محترم مولانا ڈاکٹر ریحان ندوی مدظلہ وغیرہ وغیرہ شامل ہیں. یہ لوگ ندوی ثقافت و تہذیب کے حقیقی حامل، افکار ندوہ کے سچے ترجمان اور کالجوں کے طلبہ کے لئے آئیڈیل اور نمونہ ہیں...... اس لئے ان دو چار نفس پرستوں، بزدلوں اور کم عقلوں کو دیکھ کر ہر گز یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ندوۃ العلماء داڑھی کے معاملہ میں اہلسنت و الجماعت سے الگ اور دور ہے. ندوہ کا موقف داڑھی کے سلسلہ میں وہی

ہے جو ناظم ندوۃ مولانا سید رابع حسنی ندوی مدظلہ(1929)، مہتمم ندوہ ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی مدظلہ(1934)، شیخ التفسیر ندوہ مولانا برہان الدین سنبھلی مدظلہ(1938)، مفتی اعظم ندوہ شیخ نیاز احمد اعظمی(1963)، شیخ الحدیث ندوہ مولانا زکریا سنبھلی مدظلہ(1943)، نائب مہتمم ندوہ مولانا عبدالقادر ندوی پٹنی مدظلہ(1944)، معتمد تعلیمات ندوہ ڈاکٹر تقی الدین ندوی مظاہرہ مدظلہ (1934) کا ہے اور یہ تمام اصحاب علم و فن صرف متشرع ہی نہیں بلکہ مبلغ لحیہ و ناشر سنت ہیں...... یہی لوگ ندوہ کے حقیقی ترجمان ہیں اور ترجمانی کا حق اسی کا پہونچتا ہے جو ان کے طریقہ، فکر اور مزاج کے مطابق کام کرے وگرنہ ندوہ کی ترجمانی ہر گلی میں ٹرٹرانے والے برساتی مینڈک کررہے ہیں جو خود تو برباد ہو ہی رہی ہیں اپنے ادارہ ندوۃ العلماء کو بھی بدنام کرنے کی مذموم کوشش کررہے ہیں.. انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ ندوۃ العلماء شروع سے ترقی کی راہ پر گامزن رہا ہے اور انشاء اللہ برابر سفینہ سنت پر سوار ہوکر ترقی کے مراحل طے کرتا رہے گا انشاء اللہ......

عبدالمالک بلند شہری
8 اپریل 2019 بروز پیر

ایک قیمتی اور مفید بات

بقلم :-مولانا منصور احمد جونپوری
ممبر :- پاسبان علم و ادب

دعوت و تبلیغ کے ابتدائی دنوں میں حضرت مولانا الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ کے قلب میں خیال آیا کہ یہ مبارک کام تو اصل میں عربوں کا ہے (تو کیوں نہ اہل عرب سے مشورہ کیا جائے) چنانچہ آپ نے تیس علماء کرام کی ایک جماعت بنائی اور مقامی کام کا سرپرست حضرت شیخ الحدیث صاحب رح کو بناکر آپ حجاز مقدس روانہ ہوئے اور عرب کے عوام و خواص سے ملاقاتیں کی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی علماء کو مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ میں جمع کیا اور انکے سامنے ایک سوال رکھا کہ آپ لوگ بتائیں پوری دنیا کے مسلمان پستی کے اندر کیوں جارہے ہیں، مسلمان کیوں انحطاط کا شکار ہورہے ہیں، مسلمان کیوں گرتے اور سمٹتے جارہے ہیں؟ اس سوال کا جواب میں آپ حضرات سے چاہتا ہوں ایک عالم نے جواب دیا کہ مسلمانوں کے پاس علم کی کمی ہے آپ نے پوچھا کون سا علم مراد ہے علم دنیا یا علم دین؟ عالم صاحب نے کہا کہ علم دنیا تو مسلمانوں کے پاس ہے لیکن علم دین کی کمی ہے آپ نے فرمایا کہ صحابہ کرام کی کل تعداد کتنی تھی انھوں نے کہا ڈیڑھ یا دو لاکھ آپ نے پوچھا ان میں حافظ قرآن، حافظ حدیث کتنے تھے کہنے لگے بہت تھوڑے آپ نے فرمایا خدا کی قسم آج حافظ قرآن لاکھوں میں ہیں حافظ حدیث ہزاروں میں ہیں فرمایا کہ اگر علم دین سبب زوال ہوتا تو آج کا مسلمان صحابہ سے زیادہ تعداد میں علم رکھتا ہے عالم صاحب نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ مجمع میں سے کسی نے کہا پھر کیا وجہ ہے آپ نے کہا میں تو آپ

سے پوچھنے آیا ہوں ایک صاحب نے کہا آج مسلمانوں کے پاس مال کی کمی ہے فرمایا: واہ آپ نے تو اور عجیب بات کہی ہے ۔ فرمایا صحابہ کرام کے پاس اتنا مال نہیں تھا کہ روزانہ دو دو وقت کا کھانا کھالیں اپنے پورے بدن کو کپڑے سے ڈھانپ لیتے صحابہ کرام کے پاس مال بہت کم تھا آج مسلمانوں کے پاس بہت مال ہے دلی کے ایک سیٹھ کے پاس اتنا مال ہے کہ تمام صحابہ کے پاس اتنا مال نہ ہوگا، حیدراباد کے ایک نواب کے پاس اتنا مال ہے کہ پوری دنیا کے بینک اسکے مال سے بھر جائیں اور پوری دنیا میں اسکے مال سے امداد جارہی ہے اتنا مال تو صحابہ کرام کے پاس نہیں تھا بعد میں جب حکومتیں ملیں اور خزانے آئے تب ہوا ۔ لوگوں نے کہا پھر کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا وجہ تو مجھے آپ لوگوں سے پوچھنی ہے ۔ ایک صاحب نے کہا کہ آج ہمارے پاس تنظیم کی کمی ہے آپ نے کہا آج مسلمانوں کی لاکھوں کی تعداد میں تنظیمیں ہیں جتنی صحابہ کرام کی کل تعداد بھی نہیں تھی

(یہ بات تقریبا 80 سال پہلے کی ہے)

مختصر یہ کہ جسنے بھی کوئ علت بیان کی آپ نے اسکا جواب دیا بالآخر مجمع نے پوچھا شیخ آپ ہی وجہ بیان فرمائیں آپ نے فرمایا گستاخی معاف میرے ذہن میں ایک وجہ ہے اور آپ لوگوں سے اسلئے پوچھا کہ اگر واقعی وہ سبب ہے تو میں اپنے ذہن میں آنے والا سبب کیوں بیان کروں آپ کے بتائے ہوئے سبب کا پہلے علاج کر لیا جائے آپ نے فرمایا میرے نزدیک اسکا ایک سبب ہے اور وہ ہے ایمان کی کمی اور کمزوری اتنا سننا تھا کہ مجمع عام دھاڑیں مار مار کر رونے لگا سب نے بیک زبان کہا اے الیاس آپ نے سچ کہا ------!

اس واقعہ کو جب نظر سے گزرا تو یہ بات راقم کے ذہن میں آئی کہ اس دور میں بھی ہمارے باشعور حضرات اسباب زوال امت تلاش کرنے میں سر گرداں ہیں لیکن آج بھی کوئی علم کی کمی سبب بتارہا ہے کوئی سیاسی طاقت کا نہ ہونا علت بتارہا ہے وغیرہ وغیرہ مگر بہت کم ہیں کہ جنکی نگاہ اصل وجہ پر پڑتی ہو، بہت کم نباض ہیں جنکی تشخیص ام الامراض کی جانب ہو

یقین جانئے! جب ایمان مضبوط ہو گا ،جب اسلام کامل ہو گا، جب اللہ کی ذات پر یقین کامل ہو گا، جب عشق رسول مکمل ہو گا تو اسباب عزت، وجوہات سربلندی کا امت کیلئے حصول سہل اور آسان ہو گا مگر جب ایمان میں نقص و کمزوری ہوگی اس وقت تک نصرت غیبی سے ہم دور رہیں گے چاہے ہم جتنا بھی ہاتھ پیر مارلیں پرنالے کا پانی وہیں گرے گا جہاں پہلے گررہا تھا

وانتم الاعلون ان کنتم مومنین

تمھیں سربلند رہوگے بشرطیکہ مومن کامل بن جاؤ!

منصور احمد جونپوری

"لمحوں نے خطا کی تھی۔۔۔

بقلم :-مولانا صابر قاسمی اعظمی
جامعہ فیض عام، دیو گاؤں، اعظم گڑھ

پچھلے پانچ سالوں میں مودی حکومت نے بے روزگاری، مہنگائی، ہجومی تشدد، خوش کن وعدوں اور خوشنما نعروں کے سوا ملک کو دیا ہی کیا ہے، ان سارے مسائل ان کے علاوہ اور بھی بہت سارے مسائل سے پورا ملک دوچار ہے، وکاس اور اچھے دنوں کی آس پر رائے دہندگان نے مودی جی کو منتخب کیا تھا اور ان کو ایک موقع دیا تھا جس کو انہوں نے ایسے بڑے اور کڑے فیصلے کرنے میں ہی گزار دیا جنکی مار سے ملک کا کمزور طبقہ ہی متاثر ہوا اور اس کی پریشانیوں میں مزید اضافہ ہی ہوا، مودی حکومت پورے ملک کے لئے ایک بہت بڑا مسئلہ تھی آئندہ کیا ہوگا؟ یہ تو وقت بتائے گا، یہ تاثر دینا کہ مودی سرکار میں صرف مسلمان ہی پریشان تھے بالکل غلط ہے، اس سے فرقہ پرستوں کا ہی راستہ آسان ہوگا، مودی حکومت میں مسلمان ہی پریشان نہیں تھے مسلمان بھی پریشان تھے۔

موقع دینے والوں کے پاس موقع آگیا ہے، وہ اس موقعے پر صحیح فیصلہ کریں تاکہ آنے والے دنوں میں پچھتانا نہ پڑے، یاد رکھنا چاہیے کہ لمحوں کی خطا کا خمیازہ صدیوں بھگتنا پڑتا ہے۔

صابر القاسمی، جامعہ فیض عام، دیو گاؤں، اعظم گڑھ

موت امر یقینی

بقلم :-مولانا اجوداللہ پھولپوری
نائب ناظم مدرسہ اسلامیہ عربیہ
بیت العلوم سرائمیر اعظم گڈھ

زندگی کیا ھے عناصر میں ظھور ترتیب. ؛ موت کیا ھے انہیں اجزاء کا پریشاں ھونا

عقل و فھم رکھنے والوں کے نزدیک زندگی صرف حیرت در حیرت ھے اور کچھ نہیں موت ایک امر یقینی ھے جسے اپنے وقت پر آنا ھے وہ اپنے وقت سے نہ تو ایک لمحہ پہلے آسکتی ھے اور نہ ھی ایک لمحہ بعد موت ھی اصل زندگی ھے لیکن ھماری نظریں ھماری فھم اور ھماری عقل اس کو سمجھنے سے قاصر ھے

موت کو سمجھے ہے غافل اختتام زندگی. ؛ یہ ہے شام زندگی صبح دوام زندگی......!

موت وہ حقیقت ھے جسکو ایک نہ ایک دن تسلیم کرنا ھی پڑیگا...... کیونکہ موت ھی حیات فانی سے حیات جاودانی کے سفر کی پہلی منزل ھے .... ھم موت سے نظریں چھپائے ھوئے ھوتے ھیں جبکہ پہلی سانس سے ھی وہ ھمارے اندر موجود ھوتی ھے زندگی کے پلیٹ فارم پر ھم سب قطار لگائے کھڑے ھیں پھر بھی خوش رھتے ھیں قطع نظر اسکے کہ کب کس کا بلاوا آجائے اور کب کون زندگی کی قطار سے الگ ھوکر موت کی سواری پر معلوم منزل کے نا معلوم سفر پر روانہ ھوجائے

کل نفس ذائقۃ الموت... موت برحق ھے اور اسکو حق جاننے والا اسکے آنے سے پہلے
جتنی جلدی اسے تسلیم کرلے اسکے لئے واپسی کا سفر اتنا ھی آسان ھوجاتا ھے
مرنے سے پہلے مرنا موت ھے لیکن مرنے سے پہلے موت کو سمجھ لینا اور اسکے لئے
تیار رھنا ھی اصل زندگی ھے
جبتک ھم مرنے سے پہلے موت کی حقیقت کو سمجھ نہیں لیتے دنیا کی چمک دمک ھمیں
دھوکہ میں رکھ کر غافل کئے رھیگی افسوس تو تب ھوگا جب فرشتۂ اجل ابدی زندگی کا
پروانہ بشکل موت لیکر ھمارے سرھانے کھڑا ھوگا...!
اللہ تعالی ھم سبکو موت کی حقیقت سمجھنے والا بنائے اور حیات فانی سے وہ اعمال نصیب
فرمائے جو حیات جاودانی کو سرسبز وشاداب بنادے.... آمین
آج بعد بتاریخ ۱۳/ اپریل ۲۰۱۹ بروز یکشنبہ بعد نماز ظھر بزریعہ واٹس اپ ایک
اندوھناک خبر ملی کہ ھم سبکے محترم جناب مولانا شفیق احمد صاحب کٹولی ایڈمن اعلی
پاسبان علم و ادب کے والد محترم کا انتقال ھوگیا اناللہ وانا الیہ راجعون
مرحوم ایک طویل مدت سے بستر علالت پر تھے بالآخر زندگی اور موت کی کشمکش سے
آزاد ھوکر اس دنیائے دنی کو الوداع کہتے ھوئے ابد الآباد آخرت کا رخ کرلیا اللہ تعالی
مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلی مقام نصیب فرمائے نیز
پسماندگان کو صبر جمیل وفیر عطاء فرمائے اور آخرت کی تیاری کی فکر نصیب
فرمائے.... آمین
غم کی اس گھڑی میں ھم اھل خانہ کے ساتھ ھیں اور آپ حضرات کو مرحوم کیلئے
ایصال ثواب کی زحمت دیتے ھیں اور سنت نبوی کی ادائیگی کرتے ھوئے الفاظ
مسنونہ سے اظہار تعزیت پیش کرتے ھیں......!!
اِن للہ ما اَخذ ولہٗ ما اَعطی وکل شئ عندہٗ باَجل مسمی۔

مسلمانوں کی کامیابی کا راز

بقلم :-مولانا احمد کلامی قاسمی
ممبر :- پاسبان علم و ادب

قرآن میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: *وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ.* (*ترجمہ* تم ہی سربلند رہوگے اگر تم سچے پکے مومن ہو) اس ارشاد ربانی میں مسلمانوں کی ترقی کا راز مضمر ہے، ہر زمانے میں جب بھی مسلمانوں کا رشتہ اللہ اور اس کے دین سے مضبوط رہا مستحکم رہا، اور انھوں نے قرآن کریم کی اطاعت کی، اتحادو اتفاق کی رسی مضبوطی سے پکڑے رہے تو عزت و سربلندی نے ان کی قدم بوسی کی، اور رفتار زمانہ ان کے قدم بہ قدم رہی۔ لیکن جب انھوں نے اپنے دین سے روگردانی کی، اور اللہ سے اپنا رشتہ ناطہ توڑ لیا، تو ذلت و پستی کی کھائی میں جاگرے۔ کیونکہ احکام خداوندی پر عمل کرنے میں ہی مسلمانوں کی کامیابی کا راز ہے، یہی وجہ ہے کہ ہم اسلام کے ابتدائی دور کو دیکھتے ہیں کہ جب بھی مشرکین مکہ سے لڑائیاں، اور منافقین مدینہ کی ریشہ دوانیوں کا سامنا ہوا، اور قیصر وکسری کی دھمکیاں ملیں تو صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے ایسے حالات میں بھی قرآنی احکام کو مضبوطی سے پکڑا، اتحاد واتفاق کے ساتھ قدم آگے بڑھایا، اور کامیابی وکامرانی نے ان کی قدم بوسی کی، اور انھوں نے دشمنوں کو شکست فاش دیا، اور قیصر وکسری کی حکومت ان کے قدموں میں آگری حتی کہ انہیں دیکھ کر سمندروں نے راستہ دیدیا، جانوروں نےجنگلات خالی کردیئے ، خدائی ارشاد پر ایسی مضبوطی سے جمے رہے کہ انجام کار تین سو تیرہ، ہزار پر بھاری پڑگئے۔

تھے تو آباء وہ تمہارے ہی مگر تم کیا ہو ، ہاتھ پر ہاتھ دھرے۔۔۔منتظر فردا ہو

تجھے آباء سے اپنی کوئی نسبت ہو نہیں سکتی ، کہ تو گفتار وہ کردار۔۔۔تو ثابت وہ سیارا

(علامہ اقبال مرحوم)

لیکن افسوس کہ جب ہم ماضی کا جائزہ لیتے ہوئے حال پر نظر ڈالتے ہیں تو حال ہمارا بالکل تاریک نظر آتا ہے، کیونکہ آج ہم نے احکام الٰہی کو پس پشت ڈال دیا، نماز جیسے محکم فریضے کو ترک کردیا، سود کو حلال سمجھ لیا، ناچ گانوں میں مست ہوگئے، شراب نوشی عام ہوگئی، اور زناکاری و بدکاری پھیل گئی جس کی بدولت ہمارا عروج، زوال میں تبدیل ہوگیا ہے۔

ہمارے اسلاف نے جن مدارس ومکاتب کی تعمیر وترقی کے لئے قربانیاں دی تھیں، آج ہم ان کی بے حرمتی کے خلاف زبان و قلم سے بھی جہاد نہیں کرتے، باوجودیکہ اگر دیکھا جائے تو ہم تعداد میں بھی زیادہ ہیں، پھر بھی سب کچھ ہمارے خلاف ہورہا ہے، اور تماشائی بنے بیٹھے ہیں، ہماری رگِ حمیت نہیں پھڑکتی کہ ہم ان کا مقابلہ کرسکیں۔ اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی حرف بہ حرف، روز بروز صادق وثابت نظر آرہا ہے کہ ایک زمانہ مسلمانوں پر ایسا آئے گا کہ غیر قومیں مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے نیست ونابود کرنے کے لئے اس طرح پل پڑیں گے جس طرح کھانے پر بلائے جانے والے کھانے پر پل پڑتے ہیں گویا مسلمانوں کو ہڑپ کرنے کی کوشش کریں گے۔

صحابہ کرام(رضوانِ اللہ علیہم اجمعین) نے عرض کیا اے اللہ کے رسول(صلی اللہ علیہ وسلم) *وَمِنْ قِلَّۃٍ نَحْنُ یَوْمَئِذٍ *(شاید اس وقت ہماری تعداد کم ہو گی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: *بَلْ اَنْتُمْ یَوْمَئِذٍ کَثِیْرُوْنَ وَلٰکِنَّکُمْ غُثَاءٌ کَغُثَاءِ السَّیْلِ وَلِیَنْزَعَنَّ اللّٰہُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّکُمْ اَلْمَهَابَۃَ عَلَیْکُمْ وَلَیَقْذِفَنَّ فِیْ قُلُوْبِکُمْ اَلْوَهْنَ. *

(*ترجمہ* نہیں بلکہ تم ہی لوگ اس دن آج کے مقابلے میں کہیں زیادہ تعداد میں ہوگے لیکن سیلاب کے جھاگ کےمانند بے حیثیت رہوگے اور اللہ تعالی تمہارے دشمنوں کے سینے سے تمہاری ہیبت تمہارا رعب دبدبہ نکال دیں گے اور تمہارے دلوں میں *وَهْنٌ* پیدا کردیں گے) صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: *یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا اَلْوَهْنُ؟* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: *حُبُّ الدُّنْیَا وَکَرَاهِیَّۃُ الْمَوْتِ. * (*ترجمہ* دنیاسے محبت کرنا، اور موت کو ناپسند کرنا) اس وقت مسلمان دنیا کی محبت میں مبتلا ہو جائیں گے اور موت سے ڈرنے لگیں گے۔

آج ہم نے دولت وثروت ہی کو سب کچھ سمجھ لیا ہے، دنیا کی رنگینیوں میں کھوگئے ہیں، خودہی اپنے نبی کے فرمان کا جنازہ نکال رہے ہیں، احکام الہی سے منہ موڑ لیا ہے، اور دین سے قطع تعلق کرلی ہے، تو پھر ہمارا مستقبل روشن وتابناک کیسے ہو گا، لہذا ہمیں مستقبل سنوارنے کے لئے اپنے دین سے وابستہ ہونا ہو گا، قرآن وسنت پہ عمل کرنا ہو گا، اپنی صفوں میں اتحاد واتفاق پیدا کرناہو گا، اور شیشہ پلائی ہوئی دیوار بننا ہو گا، تبھی ہمارے مستقبل کاستارہ بام عروج کو پہنچے گا، اور ہمارا زوال، عروج میں تبدیل ہو گا، اور ہماری محکومی وغلامی حکومت واقتدار سے بدلے گی۔

شبِ برأت احادیثِ نبویہ و اکابرِ امت کی نظر میں

بقلم :-مولانا عاصم طاہر اعظمی
ممبر :- پاسبان علم و ادب

حق تعالیٰ جل مجدہ نے بعض چیزوں کو بعض چیزوں پر فضیلت سے نوازا ہے جیسا کہ مدینہ منورہ کو تمام شہروں پر فضیلت حاصل ہے، وادئ مکہ کو تمام وادیوں پر، بئرِ زمزم کو تمام کنوؤں پر، مسجدِ حرام کو تمام مساجد پر، سفر معراج کو تمام سفروں پر، ایک مؤمن کو تمام انسانوں پر، ایک ولی کو تمام مؤمنوں پر، صحابی کو تمام ولیوں پر، نبی کو تمام صحابہ پر، اور رسول کو تمام نبیوں پر اور رسولوں میں تاجدارِ مدینہ سرور کائنات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاص فضیلت اور مقام و مرتبہ پر فائز ہے اور

بقول شاعر: بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حق تعالیٰ جل مجدہ نے اسی طرح بعض دنوں کو بعض پر فضیلت دی ہے، یومِ جمعہ کو ہفتہ کے تمام ایام پر، ماہِ رمضان کو تمام مہینوں پر، قبولیت کی ساعت کو تمام ساعتوں پر، لیلۃ القدر کو تمام راتوں پر اور شب برات کو دیگر راتوں پر۔

احادیثِ مبارکہ سے اس بابرکت رات کی جو فضیلت و خصوصیت ثابت ہے اس سے مسلمانوں کے اندر اس رات اتباع و اطاعت اور کثرتِ عبادت کا ذوق و شوق پیدا کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔

شبِ برأت کی وجہ تسمیہ

احادیث مبارکہ میں ”لیلۃ النصف من شعبان“ یعنی شعبان کی 15 ویں رات کو شب برات قرار دیا گیا ہے۔ اس رات کو براۃ سے اس وجہ سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ اس رات عبادت کرنے سے اللہ تعالیٰ انسان کو اپنی رحمت سے دوزخ کے عذاب سے چھٹکارا اور نجات عطا کر دیتا ہے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا كَانَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ يَنْزِلُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِعِبَادِهِ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ مُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ لِأَخِيهِ.

”جب ماہِ شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تو اللہ تبارک وتعالی آسمانِ دنیا پر (اپنے حسب حال) نزول فرماتا ہے پس وہ مشرک اور اپنے بھائی سے عداوت رکھنے والے کے سوا اپنے سارے بندوں کی بخشش فرما دیتا ہے۔“

بزاراپنی المسند، 1: 206، رقم: 80 میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ہم اس حدیث کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی صرف اسی طریق سے جانتے ہیں اور یہ حدیث حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر صحابہ سے بھی مروی ہے۔ سب سے اعلیٰ اسناد سے حضرت ابو بکر روایت کرتے ہیں اگرچہ اس اسناد میں کچھ ہو، پس ابو بکر کی جلالت نے اسے حسین بنا دیا ہے۔ اگرچہ عبد الملک بن عبدالملک معروف راوی نہیں ہے،

مزید فرماتے ہیں:

”اہلِ علم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے، نقل کیا ہے اور اس پر اعتماد کیا ہے لہٰذا ہم نے اس کو ذکر کیا۔“

☆ امام ابو بکر احمد بن عمرو المعروف بزار کی تاریخِ وفات 292ھ ہے۔ ان کے اس قول سے معلوم ہوا کہ شعبان کی پندرہویں شب کی فضیلت و خصوصیت تسلیم کرنا اور اس کو بیان کرنا اہل علم کا ابتدائی اَدوار سے طریقہ رہا ہے۔ لہٰذا موجودہ دور میں کوئی شخص بھی اگر شبِ برأت کی غیر معمولی فضیلت کا انکار کرتا ہے تو درحقیقت وہ احادیث مبارکہ اور سلف صالحین کے عمل سے ناواقفیت کی بناء پر ایسا کر رہا ہوتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَقُومُوا لَيْلَهَا وَصُومُوا نَهَارَهَا فَإِنَّ اللهَ يَنْزِلُ فِيهَا لِغُرُوبِ الشَّمْسِ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ: أَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ لِي فَأَغْفِرَ لَهُ؟ أَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَأَرْزُقَهُ؟ أَلَا مُبْتَلًى فَأُعَافِيَهُ؟ أَلَا كَذَا؟ أَلَا كَذَا؟ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ.

”جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو تم اس کی رات کو قیام کیا کرو اور اس کے دن روزہ رکھا کرو، بے شک اللہ تعالیٰ اس رات اپنے حسبِ حال غروب آفتاب کے وقت آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے تو وہ کہتا ہے: کیا کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا نہیں ہے کہ میں اسے بخش دوں؟ کوئی رزق طلب کرنے والا نہیں ہے کہ میں اسے رزق دوں؟ کوئی بیماری میں مبتلا تو نہیں ہے کہ میں اسے عافیت دوں؟ کیا کوئی ایسا نہیں؟ کیا کوئی ویسا نہیں؟ یہاں تک کہ طلوعِ فجر ہو جاتی ہے۔“
(ابن ماجہ، السنن، 1: 444، کتاب اِقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا، باب ما جاء فی لیلۃ النصف من شعبان، رقم: 1388،
ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (بستر مبارک پر) نہ پایا پس میں آپ کی تلاش

میں باہر نکلی تو دیکھا کہ آپ آسمان کی طرف اپنا سر اٹھائے ہوئے جنت البقیع میں تشریف فرما ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تجھے ڈر ہوا کہ اللہ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کرے گا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے گمان ہوا کہ آپ کسی دوسری زوجہ کے ہاں تشریف لے گئے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعَرِ غَنَمِ كَلْبٍ.

”یقینا اللہ تبارک و تعالیٰ (اپنی شان کے لائق) شعبان کی پندرہویں رات آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے، پس وہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کو بخش دیتا ہے۔“

(احمد بن حنبل، المسند، 6 : 238)

شب برأت کے بارے میں اکابر امت کے اقوال

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے شاگرد ابن رجب حنبلی فرماتے ہیں کہ شام کے مشہور تابعی خالد بن لقمان رحمہ اللہ وغیرہ اس رات کی بڑی تعظیم کرتے اور اس رات میں خوب عبادت کرتے :لطائف المعارف :144)

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شعبان کی پندرہویں رات کو بیدار رہنا مستحب ہے :البحرالرائق :2 /52

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس رات کو بیدار رہنا مستحب ہے اور فضائل میں اس جیسی احادیث پر عمل کیا جاتا ہے اور یہی امام اوزاعی کا بھی قول ہے:ماثبت بالسنہ 360)

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ بیشک یہ رات شب برأت ہے اور اس

رات کی فضیلت کے سلسلے میں روایات صحیح ہیں :العرف الشذی :156)
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شب برأت کی اتنی اصل ہے کہ پندرہویں رات اور پندرہواں دن اس مہینے کا بزرگی اور برکت والا ہے :بہشتی زیور، چھٹا حصہ /60
اسی طرح ماضی قریب کے علماء میں اعظم گڑھ کے مشہور قصبہ مبارک پور کے اندر شارح ترمذی مولانا عبدالرحمن اہل حدیث مبارک پوری گزرے ہیں جنہوں نے اس سلسلے میں پوری تفصیل واضح طور پر بیان کیا ہے انہوں نے ترمذی شریف کی اس روایت کی شرح کی ہے جسے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا ہے جس کا ذکر ابھی گزرا ہے لکھتے ہیں کہ
یہ بات یاد رکھ کر لو کہ لیلۃ النصف من شعبان کے بارے میں اوراسی کی فضیلت کے بارے میں متعدد روایات حدیث میں موجود ہیں جن کا مجموعہ یہ بتاتا ہے کہ اس کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور موجود ہے اور اس کے بعد مولانا مرحوم نے متعدد روایات کو ذکر کیا ہے اور آخر میں اپنا فیصلہ یوں سناتے ہیں کہ تمام کی تمام روایات جن کا مجموعہ ایسے لوگوں کے خلاف حجت ہے جن کا یہ گمان ہے کہ لیلۃ النصف من شعبان کے بارے میں کوئی فضیلت یا کوئی اصل موجود نہیں ہے مولانا مرحوم نے اس کی فضیلت کو صاف لفظوں میں بیان کیا ہے

شب برأت میں کرنے کے کام

آخر میں میں اس مبارک رات میں کرنے والے کیا کام ہیں؟ ان کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ افراط و تفریط سے بچتے ہوئے اس رات کے فضائل کو سمیٹا جائے

(1) نماز عشاء اور نماز فجر کو باجماعت ادا کرنا

(2) اس رات میں عبادت کی توفیق ہو یا نہ ہو پر گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرنا بالخصوص ان گناہوں سے جو اس رات کے فضائل سے محرومی کا سبب بنتے ہیں

(3) اس رات میں توبہ واستغفار کا خاص اہتمام کرنا اور ہر قسم کی رسومات سے اور بدعات سے اجتناب کرنا

(4) اپنے لیے اور پوری امت کے لیے ہر قسم کی خیر کے حصول کی دعا کرنا

(5) بقدر وسعت ذکر اذکار، نوافل اور قرآن کا اہتمام کرنا

(5) اگر بآسانی ممکن ہو تو پندرہ شعبان کا روزہ رکھنا،

واضح رہے کہ مذکورہ تمام اعمال شب برات کا لازمی حصہ نہیں، بلکہ ان کا ذکر اس لیے ہے کہ ان میں مشغولی کی وجہ سے اس رات کی منکرات سے بچا جاسکے

حق تعالیٰ جل مجدہ امت مسلمہ کو اس رات کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمیـــن

تعزیت نامہ

بقلم :-مولانا محمد اشرف علی
محمد پور اعظم گڑھ

والد محترم کی وفات حسرت آیات سے دل ملول و غمزدہ ہے،اجتماعی زندگی جینے والے اور اپنی خیر وخیرات میں افراد واداروں کو یاد رکھنے والے اپنی رحلت سے ایک جہان کو متاثر کر جاتے ہیں، جس طرح جیتے جی ان کے نیک مقاصد میں معاون ہو کر ان کے اجر میں شریک ہوتے ہیں _

میں ذاتی طور پر ابتداء ان سے بہت زیادہ واقف نہیں تھا، تاہم ایک عرصے سے، اپنے بچپن سے ان کے نام وکام کا شہرہ سنتا رہتا تھا،شعور کچھ آگے بڑھا تو معلوم چلا کہ آپ کے والد معظم ہیں، پھر اور زیادہ قربت وعظمت میں اضافہ ہو گیا،ڈاکٹر ارشد قاسمی صاحب کی نسبت کے بعد مزید سننے، جاننے کا موقع ملا،سات گاؤں میں دعوتی وتعلیمی آمد ورفت بڑھی تو اور بھی حالات و خدمات سے واقفیت ہوئی_

ہمارے خطہ اعظم گڑھ کے مدارس دینیہ یقینا یہاں کے عوام کی عمومی توجہ کے ساتھ بعض اصحاب خیر کی خصوصی عنایات کا محور رہے ہیں _

جس کی وجہ سے اہل مدارس کی انتظامی مشکلات آسان ہوتی گئیں،حاجی صاحب کے جوار رحمت میں داخلے کے بعد اب اس کے اظہار میں کوئی حرج نہیں کہ آں مرحوم بھی انہیں مخلصین، مخیرین محسنین کی ایک کڑی تھے _

یہ بات ان کے لیے بڑی امید افزاء ہے کہ حدیث میں بیان کردہ عمل جاری کی دو قسمیں انہیں براہ راست اور ایک قسم بالواسطہ حاصل ہیں، صدقہ جاریہ اور ولد صالح یدعولہ تو جگ ظاہر ہے، علم ینتفع بہ ان کے لائق وفائق فرزند ارجمند مولانا شفیق صاحب قاسمی امام وخطیب مسجد...... مصفی ابوظبی کے واسطے سے انہیں حاصل ہے _

مجھے یقین ہے کہ انہوں اپنے جگر گوشے کو آخرت میں اپنی مغفرت اور رفع درجات کے لیے حافظ قرآن وعالم دین بنانے کی کامیاب کوشش کی اور مجھے بہت امید ہے کہ برادر محترم مولانا شفیق صاحب اپنے شفیق والد محترم کی سب سے آخری اور سب سے بڑی تمنا کی تکمیل میں،کامیاب ہوجائیں گے اور یہ ان کے لیے سب سے بڑا خراج عقیدت اور سب سے بڑا ایصال ثواب ہو گا

اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے _

شریک غم :محمد اشرف علی محمد پور اعظم گڑھ
14/4/19

لمحہ فکریہ

بقلم :-مولانا منصور احمد جونپوری
ممبر :- پاسبان علم و ادب

ہم اپنے گریبان میں جھانکنے کی زحمت اٹھائیں، اپنے عروج و زوال کی تاریخ پر نظر ڈالیں، اپنی فتح وشکست کی داستان پڑھیں تو یقینا ہمیں اس متاع حیات کے گم ہوجانے کا احساس ہوگا جس سے دشمن کے ایوان سہمے ہوئے رہتے تھے ،ناقابل شکست سمجھی جانے والی طاقتیں دبکی ہوئ رہتی تھیں، طوفان اپنا راستہ بدل لیا کرتے تھے، بپھری لہریں ہماری راہ میں حائل نہیں ہوتی تھیں ۔
"عروسہ عزت" اپنی باہیں پھیلائے ہماری راہ تکتی تھی ۔

مگر جب ہم نے آپس میں ہی تلواریں کھینچ لیں، ایک دوسرے کے گریبان پر ہاتھ ڈالنے لگے ،آپسی نظریاتی اختلاف کو ہوا دینے لگے، آپس میں اتنے سخت ہوگئے کہ دشمن کو دوست ۔دوست کو دشمن سمجھنے لگے تو ہماری حالت جنگل میں بے یارومدد گار پڑے ہوئے اس جسم کے مانند ہوگئ جس کی روح قفس عنصری سے نکل گئ ہو نتیجتا جسم سڑنے اور گلنے لگا چیل اور کوے نوچنے لگے ،کتے بھیڑئے گھسیٹنے لگے ۔
ایسا قطعی نہیں ہے کہ ان متضاد حالات وکیفیات کا کسی ایک قوم نے ہی سامنا کیا ہے۔ بلا امتیاز رنگ و نسل ہر قوم نے ترقی و تنزلی کا ذائقہ چکھا ہے۔

لیکن دیگر اقوام عالم نے تنزلی سے پیچھا چھڑانے کیلئے آپسی اختلاف کو پس پشت ڈالدیا عداوتوں کو یکسر فراموش کردیا، اجتماعی مفاد کے آگے انفرادی فوائد کو بھول گئے ۔

لڑکھڑائے، گرے، سنبھلے ،دوبارہ اٹھے اور پھر اپنا کھویا مقام حاصل کرلیا۔
ہائے افسوس ایک ہم ہیں ترقی کی نئ تاریخ رقم کرنے کے بعد ، عروج کی نئ بلندیاں سر کرنے کے بعد بعد لڑکھڑائے، گرے اور گرتے ہی چلے گئے ۔
اگر ہم نے اپنے گریباں میں جھانکنے کی زحمت نہیں اٹھائ، اپنی اکھڑی ہوئ ہوا پر اتحاد وایثار سے قابو نہیں پایا تو عزت و سربلندی کا کبھی سایہ نصیب نہ ہو گا ذلت و رسوائ کا یہ سلسلہ دراز تر ہوتا جائے گا

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ

آج عالمی پیمانے پر سخت ضرورت ہے کہ قرآن حکیم کے اس حکم کو حرز جاں بنائیں

منصور احمد جونپوری

•------------••••••✦✿✦••••••------------•

آج کا مولوی اور انگریزی

بقلم :-ڈاکٹر محمد عبید اللہ قاسمی
اسسٹنٹ پروفیسر دھلی ونیورسٹی

دارالعلوم دیوبند کے شعبۂ انگریزی زبان و ادب کے طلبہ کا تقریری امتحان لینے کے بعد حضرت مولانا مفتی عبید اللہ صاحب قاسمی اسسٹنٹ پروفیسر ڈی یو کے قلبی تاثرات ملاحظہ فرمائیں

اب طنز کرنے والوں کی زبانیں گونگی ہوگئیں کیونکہ جن پر طنز کیا جاتا تھا انہیں وہ زبان آگئی جن کے نہ آنے سے انہیں کسی دوسرے سیارے کی نامانوس مخلوق، دقیانوس، تنگ نظر، نابالغ الفکر، طرزِ کہن کا اڑیل، ذہن ودماغ کا سڑیل، زمانے کی گردشوں سے ناواقف، تہذیبِ نو سے نابلد، جدید فلسفہِ حیات سے نا آشنا، اور دنیائے عجم کا ابو العجم، مغرب کے آسمانِ فکر وفن تک رسائی نہ کرسکنے والا، گوروں کی زبانِ انگریزی سے جاہل سمجھا جاتا تھا۔ آج وہ گونگی مخلوق آسمانِ انگریزی پر کمندیں ڈال رہی ہے، اسے سیکھ رہی ہے اور اس انداز سے سیکھ کر اس پر قدرت حاصل کررہی ہے، فراٹے دار تقریریں کر رہی ہے، ان کے قلم سے انگریزی مضامین اور تحریریں ڈھل ڈھل کر نکل رہے ہیں کہ ملامت کرنے والے اب یہ زبان ان کی زبان سے سنکر اپنے دانتوں میں انگلیاں دبائے جارہے ہیں۔ کل تک جو بھانت بھانت انداز سے طعنہ زن تھے آج وہ مہر بلب ہیں۔ کل تک جو یہ کہتے تھے کہ مولوی کی کھوپڑی میں اتنی طاقتِ پرواز نہیں اور اس کے منہ میں ایسی زبان نہیں جو انگریزی جیسی عظیم الشان زبان کے تکلم اور اداء پر قادر ہو آج وہ اپنی اس بچکانہ ادا پر پشیمان ہیں اور اپنے

کہے پر منھ چھپا رہے ہیں۔ انہوں نے اب دیکھ لیا کہ یہ مولوی قوم جب انگریزی سیکھنے پر آئی تو اس میدان میں بھی اپنا لوہا منوالیا۔ انگریزی میں بہتیرے رسالے نکال ڈالے، مقالے رقم کر دیے، کتابوں پر کتابیں لکھ ڈالیں، کتابوں کے انگریزی ترجمے شائع کر دیے، عصری یونیورسٹیوں تک میں جا جا کر انگریزی میں ایم اے اور پی ایچ ڈی کے تمغے اٹھا لے آئے، سات سمندر پار انگریزوں کے ملکوں تک میں جاکر ان کے بچوں کو نہیں چھوڑا اور انہیں انگریزی پڑھاکر ہی دم لیا، امریکہ وافریقہ کے ملکوں میں مسجدوں کے منبروں سے انگریزی میں اپنے جوہرِ خطابت سے دھوم مچادی۔ بعضوں کو یہ حیرت ستارہی ہے کہ ایسا محض دو سالوں کی تعلیم میں کیسے ممکن ہوگیا۔ انہیں یہ نہیں معلوم ہے کہ مدرسوں کی تعلیم جس محنت، جذبے، جاں فشانی سے یہ حاصل کرتے ہیں اور مدرسے کا نصاب انہیں رگڑ رگڑ کر جس طرح کندن بنادیتا ہے ان کے لئے انگریزی سیکھ لینا اور اس میں مہارت حاصل کرلینا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

مدرسوں کی عربی گردانوں کی تعلیم نے انہیں tenses پر کمانڈ حاصل کرنے کا طریقہ سکھادیا، عربی الفاظ ومعانی کو یاد کرنے کی مشق نے انگریزی vocabulary کی تحصیل کو بازیچہِ اطفال بنادیا، عربی جملوں کی تراکیب کی مہارت نے گرامر کی غلطیوں سے فانوس بن کر حفاظت کردی، عربی کتابوں میں حفظِ تعبیرات کی خُو نے انہیں idioms اور phrases کا خوگر بنادیا، ہفت اقسام (معتل،لفیف،ناقص وغیرہ) کے تحلیل وتجزیے نے انگریزی الفاظ اور ان کے مشتقات میں جھانک کر ان کی اصلیت کو پہچاننے کا skill فراہم کردیا، عربی کے صلات سے واقفیت نے انگریزی کے نازک نگینہِ preposition کو سنبھالنے کا سلیقہ سکھادیا، مدرسوں کے عربی گرامر نے انگریزی گرامر کے چیلنجز کو چٹکیوں میں حل کردیا۔ آخر کوئی تو وجہ تھی کہ کیمبرج یونیورسٹی نے اپنے celta کورس کی سرٹیفکیٹ میں گرامر میں امتیازی حیثیت اپنے

لندنی اسٹوڈنٹ کو لکھ کر نہیں دی، دہلی یونیورسٹی کے سینٹ اسٹیفن کالج کے انگریزی گریجویٹس کو نہیں دی بلکہ دار العلوم دیوبند کے دو فرزندوں کو یہ اعزاز بخشا۔ شاید یہی وجہ ہو کہ وقت کے حکیم الامت بھی فرماگئے کہ اگر عربی کو اسلام کے لئے نہیں پڑھنا چاہتے ہو نہ پڑھو، اسے انگریزی کو بہتر کرنے کے ارادے سے ہی پڑھ لو تب بھی بڑا فائدہ ہوگا کہ عربی کی استعداد انگریزی کی استعداد کو بہتر کرنے کے لئے بے حد مفید ہے۔ اس کا عملی تجربہ دار العلوم دیوبند کے فرزند ادارہ مرکز المعارف نے کرکے دکھادیا۔ محض دو سال کی مختصر مدت میں انگریزی کے حروف تک سے ناواقفوں کے لئے انگریزی کی اعلیٰ تعلیم کو ممکن بنا دیا۔ بعدہ دار العلوم دیوبند نے اس تجربے سے فائدہ اٹھاکر ایسی طرح ڈالی اور اس انداز میں آواز بلند کی کہ اب ملک کے تمام بڑے ادارے اس ضرورت کو تسلیم کرکے انگریزی کو فتح کرنے، اس میں دعوتِ دین کا کام کرنے، اسلام کا دفاع اور اشاعت کرنے، دینی کتابوں کا ترجمہ کرنے کی جانب متوجہ ہوگئے اور اپنے اداروں میں، اپنی سرپرستی میں انگریزی کا دوسالہ کل وقتی کورس شروع کردیا اور انگریزی زبان وادب کے شعبے قائم کرنے میں دلچسپی لینے لگے۔ بانیِ دار العلوم حضرت نانوتوی کا خواب، حضرت تھانوی کی خواہش، علامہ انور شاہ کشمیری کی نصیحت اور دار العلوم دیوبند کے اراکینِ شوریٰ کی 119 سالہ پرانی تجویز میں اب رنگ بھرے جانے لگے ہیں اور الحمد للہ نوجوان فارغینِ مدارس کی کھیپ انگریزی زبان سے مسلح ہوکر میدانِ عمل میں آرہی ہے۔ خدا کرے کہ اس سلسلے پر کبھی خزاں نہ آئے اور کبھی اس میں ضعف پیدا نہ ہو، انگریزی سے لیس یہ قافلے دین کے دفاع کے کام کرسکیں اور ان میں اخلاص اور جذبۂ دین ہمہ دم قائم رہے! جن لوگوں نے یہ خواب دیکھے تھے، اس کی طرف متوجہ کیا تھا اور جنہوں نے عملی طور پر اس کی بنیاد ڈالی تھی ان کو اپنی شایانِ شان جزائے خیر مرحمت فرمائے!

پاسبانی
دستر خوان

پاسبانی. دستر خوان

پاسبانی تراشے

پاسبانی تراشے